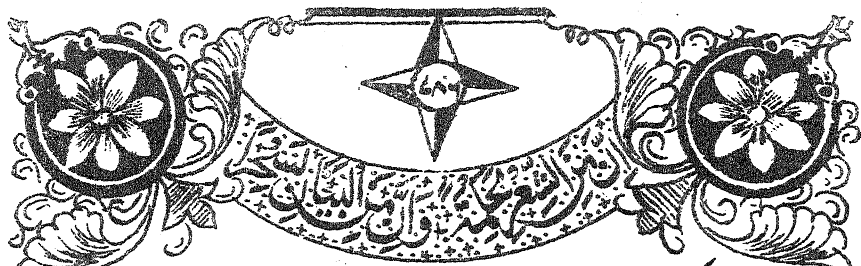


الحمد للہ کہ کلام حقیقت نظام قال سراسر حال سرچشمۂ فیضان جلی و خفی



دیوان حقائق ترجمان سالکِ مسالکِ شریعت و طریقت واقفِ اسرارِ حقیقت و معرفت منبع برکات پیکر انوار و تجلیات حاج الحرمین الشریفین حضرت سید شاہ ابو احمد المدعو محمد علی حسین اشرفی الجیلانی مدظلہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ تارک المملکت والکونین سلطان اوحد الدین مخدوم میر سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ مقام روح آباد کچھوچھہ شریف

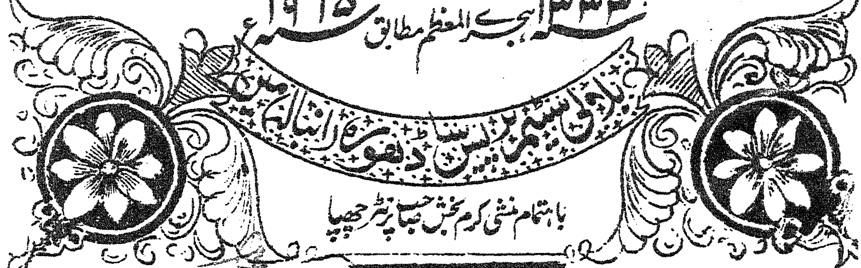


زیر نگرانی

کفش بردار غلامان حضرت مصنف مدظلہ العالی نیاز آہنگ

سید غلام بھیک نیرنگ المخاطب بہ فقیر اللہ شاہ

سنہ ۱۳۳۳ ہجری المعظم مطابق سنہ ۱۹۱۵ء



باہتمام منشی کرم بخش صاحب پرنٹر چھپا

...ked
...87
...KED 198...

غلط نامہ

ازراہ عنایت اوّل مندرجہ ذیل اغلاط کی اصلاح کر لیجئے

شمار صفحہ	شمار سطر	غلط	صحیح
۵	۱۲	شرفی	اشرفی
۷	۶	جو بستم	چو بستم
۱۲	۱۲	درِ دورانِ تو	در دورانِ تو
؍؍	۱۸	حریم دلِ	حریم دل
۱۹	۱۰	زنبیل ما	زنبیل من
؍؍	؍؍	زماں	زمن
۲۶	۱	اسی شوق میں	اسی شوق میں
۳۲	۱۴	صوت قالی	صورت قالی
۳۶	۱۲	صورت تازنیں	صورت نازنیں
۳۸	۱۲	کر کچھ	گر کچھ
۵۰	۷	ہے یہ	یہ ہے
۵۵	۳	آ ئنہ	آئینہ
۸۲	۲	(سانورو کیسی بنسی بجائی) کے بعد پڑھو (موری سُدھ بُدھ سب بسرای)	
۸۷	حاشیہ	بیلک	بیگ
؍؍	؍؍	گھبریا	گھبریا
؍؍	۱۶	چھاے رے	چھاے رہے

987

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحَمدُ لِلّٰہِ حَمدًا کَثِیرًا دَائِمًا اَبَدًا کَمَا اَثنٰی عَلیٰ نَفسِہٖ وَاَشرَفُ الصَّلوٰۃِ وَالسَّلَامُ عَلیٰ حَبِیبِہٖ سَیِّدِنَا وَشَفِیعِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ اٰلِہٖ وَاَھلِ بَیتِہٖ وَ اَصحَابِہٖ وَاَتبَاعِہٖ وَاَولِیَاءِ اُمَّتِہٖ اَجمَعِینَ

امّا بعد یہ نامہ سیاہ نیرنگ اپنے اوج طالع پر ناز کرتا ہے کہ حضرت مرشدی مدظلہ العالی کی سرکار میں اس کمترین خدّام بارگاہ کی التجا منظور ہوکر اِس مجموعہ لطیفہ کی ترتیب اشاعت کی خدمت اسکے سپرد ہوئی الحمد للّٰہ علیٰ احسانہٖ بغرض یادگار روزگار ناپائدار حضرت ممدوح اور اُن کے خاندان والاشان کے مختصر حالات درج کئے جاتے ہیں:۔

اعلیحضرت قبلہ و کعبہ کا نام نامی و اسم گرامی حاج الحرمین **سیّد علی حسین** کنیت **ابو احمد**۔ لقب خاندانی شاہ۔ پیر۔ اور اعلیٰ حضرت۔ خطاب سجّادہ نشین سرکار کلاں۔ اور تخلص **اشرفی** ہے۔ جناب ممدوح کا خاندان بھی اشرفی کہلاتا ہے۔ کیونکہ آپ سیّدنا عبد الرزاق نور العین علیہ الرحمۃ کی اولاد سے ہیں۔ حضرت نور العین قدس سرہ حضرت قطب عالم غوث الاعظم سیّدنا ابو محمد محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اولاد امجاد سے ہیں۔ اور حضرت مخدوم سیّد اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کے ہمشیرہ زادے اور نیز باعتبار تبنیت جناب موصوف کے فرزند برحق اور بلحاظ خلافت خلیفہ مطلق ہیں۔ اسی لئے یہ خاندان والاشان حضرت مخدوم سیّد اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کیطرف منسوب ہے کہ خاندان اشرفیہ کہلاتا ہے

اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ کا سلسلۂ نسب جناب غوث پاک رضؓ تک بدیں تفصیل ہے:
حاجی سیّد علی حسین ابنِ حاجی سیّد شاہ سعادت علی ابن سید شاہ قلندر بخش ابن سیّد
شاہ تراب اشرف ابن سید شاہ محمد نواز ابن سیّد شاہ محمد غوث ابن سیّد شاہ
جمال الدین ابن سید شاہ عزیز الرحمن ابن سید شاہ محمد عثمان ابن سید شاہ ابو الفتح ابن سید شاہ محمد
ابن سیّد شاہ محمد اشرف ابن سیّد شاہ حسن خلف اکبر حضرت سیّد عبد الرزاق
نور العین ابن حضرت سیّد عبد الغفور حسن جیلانی ابن حضرت سیّد ابو العباس احمد
جیلانی ابن حضرت سیّد بدر الدین حسن ابن حضرت سیّد علاء الدین علی ابن
حضرت سیّد شمس الدین محمد ابن حضرت سیّد سیف الدین یحیٰ ابن حضرت سیّد
ظہیر الدین احمد ابن حضرت سیّد ابو نصر محمد ابن حضرت سیّد محی الدین ابی صالح نصر
ابن حضرت قاضی القضاۃ سیّد تاج الدین عبد الرزاق خلف اکبر جناب غوث
الثقلین سیّد ابو محمد محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ ۔ چونکہ اس
سلسلۂ نسب کی رُو سے اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ جناب نور العین قدس سرہ کے
خلف اکبر حضرت سیّد شاہ حسن قدس سرہٗ کے اولاد میں ہیں اس لئے آپ کا
خاندان سرکار کلاں کے لقب سے ملقب ہے ۔

اس موقع پر اس خاندان والاشان کے بعض اکابر کی تاریخ ہائے وفات
کا درج کرنا بھی موزوں ہوگا ۔

تاریخ وفات جناب غوث پاک قدس سرہٗ معشوق الٰہی (۵۶۲ھ) ۔ تاریخ وفات حضرت
مخدوم سلطان سیّد اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ اشرف المؤمنین (۸۰۸ھ) ۔ تاریخ وفات
حضرت حاجی سیّد عبد الرزاق نور العین قدس سرہٗ مخدوم آفاق (۸۷۲ھ) ۔ تاریخ وفات حضرت
سیّد شاہ حسن خلف اکبر حضرت نور العین قدس سرہما سیّد حسن سجادہ نشین اکبر (۹۰۰ھ) ۔
تاریخ وفات حضرت سیّد شاہ محمد اشرف قدس سرہٗ شیخ (۹۱۰ھ)

اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ کی ولادت سراپا سعادت ۲۲ ربیع الثانی سنہ ۱۲۶۶ھ
کو بروز دوشنبہ بوقت صبح صادق ہوئی۔ جب سن شریف چار برس چار
مہینے اور چار دن کا ہوا تو موافق معمولِ خاندان مولانا گل محمد صاحب خلیل آبادی
نے جو بڑے اہلِ دل اور عارف کامل تھے آپ کی بسم اللہ کرائی۔ اس کے بعد
مولوی امانت علی صاحب کچھوچھوی نے فارسی کی درسی کتابیں پڑھائیں۔
پھر مولوی سلامت علی صاحب گورکھپوری اور مولوی قادر بخش صاحب کچھوچھوی
سے تعلیم پائی۔ جب اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ منصب خلافت وسجادہ نشینی سے
ممتاز ہوئے تو آپ کے اُستاد مولوی قلندر بخش صاحب نے آپ سے بیعت کی اور
فرمایا کہ مجھ کو مدّت سے اِس دن کا انتظار تھا۔ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے جس نے
آج میری مراد پوری کی۔

اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ نے سنہ ۱۲۸۲ ہجری میں اپنے برادر کلاں حاج الحرمین
سیّد شاہ ابو محمد اشرف حسین مدظلہ العالی سے بیعت کر کے خلافت و اجازت
خاندانی حاصل فرمائی۔ سنہ ۱۲۸۵ھ میں حضرت سیّد شاہ حمایت اشرف ابن سیّد
شاہ نقی الدین اشرف بسکھاروی کی دختر نیک اختر سے اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ
کی شادی ہوئی۔ سنہ ۱۲۹۰ھ میں حسب ارشاد ارواح بزرگان ایک سال کامل آستانہ
اشرفیہ پر حسب قاعدۂ مشائخ چلّہ کشی فرمائی۔ اِسی مُدّت میں بہ برکت روحانی
حضرت محبوب یزدانی مخدوم سُلطان سیّد اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ
و بہ توجہ حضرت محبوب سبحانی قطب ربّانی سیّد محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ
تمام منازل ایقان وعرفان کو اس طرح طے فرمایا کہ آپ کی ذات بابرکات
سے جہانگیری آثار وانوار ظاہر ہونے لگے۔ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ بہت مدّت کے
بعد اس خاندان میں ایسا شخص صاحبِ رُشد و ارشاد و تقدس نہاد ظاہر ہوا ہے۔ آپ کے

خوارق عادات جو اخلاقی صفات میں مضمر ہیں کرامتوں کی طرح مشہور ہیں۔ بلکہ کہا جاتا ہے کہ آپ کے انسانی کمالات نے آپ کو پیکر تسخیر بنا دیا ہے۔ اگرچہ آپکے صفات و برکات غیر محدود و نامعدود ہیں لیکن بعض امور کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے (۱) آپسے کبھی کوئی لغزش شرعی نہیں ہوئی۔ (۲) آپنے کبھی کسی کے دل کو آزار نہیں پہنچایا۔ (۳) آپنے کبھی کوئی ایسا لفظ استعمال نہیں فرمایا جو کانوں کو مکروہ معلوم ہو۔ (۴) آپنے کبھی کسی سائل کے سوال کو رد نہیں فرمایا۔ (۵) آپ نے اپنے دسترخوان کو ہمیشہ وسیع رکھا۔ (۶) آپنے مذہب و مشرب میں ہمیشہ تقلیدی حیثیت کو محبوب رکھا۔ (۷) ارباب حاجت کی حاجات کو رفع کرنا آپ کا جبلی شعار ہے۔ (۸) اعراس مشائخ چشتیہ کی شرکت کو ہمیشہ مشاغل خاندانی کی طرح عزیز و محبوب رکھا۔ (۹) آپنے راہ سلوک و تقلید مشائخ میں تشنیع خلائق کی کبھی پروا نہیں کی۔ (۱۰) بھائی بندوں کی محبت۔ مہمانوں کی عزت آپکے خصائص سے ہے۔ ان صفات کو دیکھ کر خاندان اشرفیہ کے سب چھوٹے بڑے آپ کی مدح و ثنا میں رطب اللسان ہیں ؛

اعلے حضرت قبلہ و کعبہ ۱۲۹۷ھ میں مسند سجادہ نشینی پر متمکن ہوئے اور سال مذکور کی ۲۸ محرم کو خرقہ خاندانی جو حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کا عطیہ ہے زیب تن فرمایا۔ چنانچہ ہر سال اسی تاریخ کو خرقہ مذکورہ پہنتے ہیں ؛

اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ نے اسوقت تک تین ۳ حج کئے ہیں ۱۲۹۳ھ حج اول میں دربار رسالت سے بعض نعمتیں خاص طور پر حاصل ہوئیں ۱۳۲۳ھ حج دوم میں بعض اذکار و اشغال کی اجازت مشائخ حرمین شریفین سے حاصل ہوئی۔ ۱۳۲۹ھ حج سوم میں بعد زیارت طائف شریف و مدینہ منورہ۔ بیت المقدس

و دیگر عتبات عالیہ شام و مصر و حامہ شریف و حمص شریف میں حاضر ہو کر
وہ وہ نعمتیں حاصل کیں۔ جن کی تفصیل کے لئے ایک مطول کتاب درکار ہے۔

اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ نے باطنی علوم کی تعلیم اپنے برادر بزرگ حاج الحرمین
سید شاہ ابو محمد اشرف حسین مدظلہ العالی سے (جنکو علاوہ خاندان اشرفیہ کے
تمام مشائخ ہمعصر سے فیض صوری و معنوی حاصل ہوا ہے) پائی ہے شغل وجودیہ
اور بعض اذکار مخصوصہ کی تعلیم حضرت سید شاہ عماد الدین اشرفی عرف
لکڑ شاہ کچھوچھوی قدس سرہٗ سے پائی۔ حضرت لکڑ شاہ صاحب خاندان اشرفیہ
میں مشاہیر مشائخ سے گذرے ہیں۔ اسیطرح دیگر اوراد و وظائف کی اجازت
اکثر علماء و مشائخ ہندوستان سے حاصل فرمائی۔ چنانچہ جناب حضرت راج شاہ صاحب
سوندھوی قدس سرہ (ضلع گوڑگانواں) سے اجازت و خلافت خاندان قادریہ و
خاندان زاہدیہ حاصل کی۔ اور تعلیم سلطان الاذکار و شغل محمود او دیگر اشغال مخصوصہ سے
مشرف ہوئے۔ جناب حضرت مولانا شاہ محمد امیر کابلی قدس سرہٗ سے مقام بلیا میں سلسلۂ قادریہ
منوریہ میں مجاز اور ماذون ہوئے اور تعلیم طریقہ خاص ذکر خفی قلبی جو قلب مدور سے متعلق ہے
حاصل کی۔ اس سلسلے کو سلسلۃ الذہب کہنا چاہیئے جو عرفی طور سے چار واسطوں سے
حضرت غوث پاکؓ تک پہنچتا ہے۔ یعنی حضرت سید شاہ ابو احمد علی حسین اشرفی مدظلہ العالی
کو حضرت شاہ محمد امیر کابلی قدس سرہ سے حاصل ہوا۔ اُن کو حضرت مُلّا اخون فقیر رامپوری
قدس سرہ سے۔ اُن کو حضرت شاہ منور الہ آبادی قدس سرہ سے جنکی عمر ساڑھے پانسو
برس کی ہوئی۔ اُن کو حضرت شاہ دولا قدس سرہٗ سے۔ اُنکو جناب غوث الثقلین سید ابو محمد محی الدین
عبد القادر جیلانی قدس سرہ سے[1]۔ اسیطرح سلسلۂ اویسیہ اشرفیہ کی تعلیم حضرت سید محمد حسن
غازیپوری سے حاصل ہوئی۔ سید محمد حسن کو شاہ باسط علی قدس سرہٗ سے۔ اُن کو

---

[1] الحمد للہ کہ برادران طریقت بشارت طوبیٰ لمن رآنی میں داخل ہیں۔ ۱۲

شاہ عبدالعلیم قدس سرہ سے۔ اُن کو شاہ ابو الغوث گرم دیوان قدس سرہٗ سے۔
اُن کو حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ سے۔ اُنکو خود حضرت اُویس
قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ علاوہ ازیں شغل تلاوت وجود۔ شغل اسم ذات۔ شغل جام
جہاں نما۔ شغل ہفت دورہ۔ شغل خفی قلبی۔ شغل دو نیم و دیگر اشغال و مراقبات و عمل
شجرہ زر و اوراد خمسہ و حرز یمانی و حزب البحر و دعائے حیدری و دعائے سیفی و حرز
ابو دجانہ و دعائے برہتی و چہل اسماء وسی وسہ آیت دافع سحر و قصیدہ بردہ و قصیدہ
غوثیہ و ورد واکبر و عمل سورہ جن و سورہ مزمل و سورہ یٰسین و صلوۃ الختام وغیرہ
کی اجازت حضرت سید شاہ آل رسول قدس سرہٗ سجادہ نشین مارہرہ شریف ضلع ایٹہ
سے حاصل ہوئی۔ ہمارے حضرت مدظلہ العالی کے بعد جناب شاہ آل رسول قدس سرہٗ نے
کسی کو خلافت و اجازت نہیں بخشی۔ آپ حضرت شاہ صاحب کے خاتم الخلفاء ہیں۔ اسیطرح
حرز یمانی کی اجازت سید شاہ سعادت علی محققی احمد پوری سے سلسلۂ شطاریہ میں حاصل
کی۔ جناب مولانا سید شاہ عبدالقدیر خلیفہ سید شاہ علی سجادہ نشین بغداد شریف سے
مکہ معظمہ میں اجازت حرز یمانی مع اشارات ظاہری و باطنی حاصل فرمائی۔ جناب
مولانا سید نوازش رسول سجادہ نشین بنتھوی سے اجازت خاندانی حرز یمانی بطریقہ
عالیہ اشرفیہ حاصل کی۔ جناب حضرت شاہ مقبول احمد حافظ عبدالعزیز دہلوی عرف
اخون صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دہلی میں حسب اجازت روحانیہ حضرت غوث الثقلین
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجازت کامل حرز یمانی و حزب البحر و دعائے سیفی و دعائے
حیدری و دیگر اعمال مخصوصہ حاصل کی۔ دلائل الخیرات کی اجازت آپ کو اپنے پیر و
مرشد و برادر بزرگ مدظلہ کے واسطے سے حضرت مولانا ابو الاحیاء محمد نعیم صاحب
فرنگی محلی لکھنوی سے حاصل ہوئی۔ نیز دلائل الخیرات کی اجازت حضرت سید شاہ
عبدالغنی صاحب بنتھوی اور حضرت سید محمد رضوان صاحب مدنی اور مولانا عبدالحق صاحب

ہندی مہاجر مکہ معظمہ سے بواسطہ پیرو مرشد و برادر بزرگ خود مدظلہ حاصل ہوئی۔ علاوہ ازیں جسقدر دیگر نعمات و برکات اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ مدظلہ کو مختلف واسطوں سے حاصل ہوئے۔ اُن کی تفصیل بہت طویل ہے۔ مجمل یہ کہ آپ کی ذات جامع الصفات تمام مشائخ کبار و اکابر دیار و امصار کی نعمتوں اور سلاسل مختلفہ متعددہ کی برکتوں کا خزینہ ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ۔

علاوہ برکات باطنیہ و انوار رُوحانیہ کے ہمارے اعلےٰ حضرت قبلہ و کعبہ ایک خاص اعتبار سے محض ظاہر بین آنکھوں کے لئے بھی ایک عجیب تصویر دلکش ہیں۔ یعنی آپ کو اکثر مشائخ نے آپ کے جدّ اعلیٰ جناب محبوب سبحانی قطب ربانی سید ابو محمد محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرّہ سے شکل و صورت میں نہایت مشابہ بیان کیا ہے۔ اِس کی تصدیق ارباب مشاہدہ تو اپنے رُوحانی مشاہدوں میں کرتے ہوں گے۔ جناب غوث پاک رضؓ کی بعض تصویریں اس نامہ سیاہ کی نظر سے بھی گذری ہیں۔ غور کیا تو واقعی ؎

یہی نقشہ ہے یہی رنگ ہے ساماں ہے یہی
یہ جو صورت ہے تری صورت جاناں ہے یہی

حضور غوث پاک رضؓ کا قول ہے طُوْبٰى لِمَنْ رَاٰنِيْ اَوْ رَاٰى مَنْ رَاٰنِيْ الخ (بشارت خوشحالی ہے اُسکو جس نے مجھ کو دیکھا یا اُس کو دیکھا جس نے مجھ کو دیکھا) اِن اُمور کو ملحوظ رکھکر ایک موقع پر اِس نامہ سیاہ نے سرکار میں ایک غزل عرض کی تھی۔ باجازت خاص یہاں درج کی جاتی ہے۔

اے عارض تو شرح طُوْبٰى لِمَنْ رَاٰنِيْ	رُوئے تو ترجمانِ انوارِ لامکانی
اے نورِ چشم حیدر رضؓ آرامِ جانِ قادر رضؓ	اے شمعِ بزمِ اشرف رضؓ شاہنشہِ زمانی
اے مصحفِ جمالت ایمانِ اہلِ بینش	وے آیۂ لقایت تفسیر مَنْ رَاٰنِيْ

حُسنِ ازل ز رویت ہر لحظہ جلوہ افگن اے من نثارِ رُویت اے من غبارِ کویت	آں معنیٔ نہانی یا تو صورتِ عیانی تو جانِ یک جہانی تو یک جہانِ جانی

نیرنگ در ہوایت صد جاں کند فدایت
او کمتریں گدایت تو خسرو جہانی

اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ نے زوجۂ اُولیٰ کی وفات کے بعد دوسرا عقد کیا۔
زوجۂ اُولیٰ سے حضرت مولانا ابوالمحمود سیّد شاہ احمد اشرف[1] سلمہ اللہ تعالیٰ پیدا ہوئے۔ جو بحمد اللہ تمام علوم ظاہریہ سے آراستہ اور کمالات باطنیہ سے پیراستہ ہیں اور چشم بد دُور ہمارے اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ کی جیتی جاگتی ہنستی بولتی تصویر ہیں فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۔ زوجۂ ثانیہ (بنت شاہ تجمل حسین اشرفی) سے سیّد شاہ مصطفےٰ[2] اشرف صاحب طال عمرہٗ ہیں جو تحصیل علم میں مصروف ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو فائز المرام کرے۔ یہ چھوٹے صاحبزادے بھی ماشاء اللہ نہایت بزرگ منش اور مقدس ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے مراتب کو بلند فرمائے۔
اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ کے برادر زادے اور داماد مولانا حکیم سیّد شاہ نذر اشرف اشرفی جملہ علوم درسیہ میں فارغ التحصیل اور فنِ طب میں حاذق کامل اعلیٰ درجے کے ذہین و ذکی شاعر و دقیقہ سنج نکتہ رس ہیں۔ اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ کے نواسے مولانا ابوالمحامد سیّد محمد اشرف[3] صاحب محدّث ابھی حال میں تمام علوم معقول و منقول میں فارغ التحصیل ہوئے ہیں۔ اعلحضرت قبلہ وکعبہ کے برادر زادے اور خلیفہ سیّد ابوالمسعود محمد جعفر اشرف مرحوم و مغفور تھے۔ اُن کے فرزند ارجمند مولانا

---

[1] روز ولادت یوم جمعہ چہارم ماہ شوال۔ مادۂ تاریخ ولادت مولانا ابوالمحمود سیّد شاہ احمد اشرف ۱۲
[2] تاریخ ولادت ہفتم ذیقعدہ یوم دوشنبہ ۱۳۱۱ھ ۱۲
[3] روز ولادت یوم سہ شنبہ پانزدہم ذیقعدہ۔ مادۂ تاریخ ولادت سیّد ابوالمحامد محمد اشرف مد عمرہٗ ۱۲ -

مولوی سید محی الدین[۱] اشرف کی دستار بندی فضیلت امسال ہونیوالی ہے اگرچہ اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ کا گھرانا خاندان اشرفیہ میں علم کے اعتبار سے ہمیشہ مشہور وممتاز رہا ہے مگر حضور قبلہ وکعبہ کی برکت سے اس زمانے میں دولت علم وکمال سے یہ گھر اسقدر مالامال ہوا کہ اس کی نظیر نہیں پائی جاتی۔

اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ کی بیعت سے اطراف عالم میں اسقدر لوگ فیضیاب ہوئے ہیں کہ ان کا شمار ناممکن ہے۔ باتباع سنت حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ ہمارے حضور قبلہ وکعبہ کے ہاں مریدین فہرست میں درج ہوا کرتے ہیں مگر فہرستیں بھی بن بن کر غائب ہوگئیں اور اب اُن کا شمار صرف اللہ تعالیٰ ہی کے علم میں ہے۔ ملک ہند میں بنگال۔ مدراس بمبئی۔ کاٹھیاواڑ۔ مارواڑ۔ دکن۔ اودھ۔ پنجاب اور سندھ۔ بیرون ملک ہند عدن۔ جدہ۔ مکہ معظمہ۔ مدینہ منورہ۔ شام۔ حلب۔ مصر اور عراق۔ ان جملہ علاقوں میں تین سو ضلع سے زیادہ کے لوگ اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ کے سلسلہ ارادت میں منسلک ہیں۔ اسوقت تک طبقہ علماء میں پچاس عالم سے زیادہ شرف خلافت سے مشرف ہو چکے ہیں۔ اور کل خلفاء کی تعداد سو سے زیادہ ہوگی

اعلیٰ حضرت قبلہ وکعبہ کی سیر وسیاحت ضرب المثل اور اشاعت سلسلہ بے بدل سمجھی جاتی ہے۔ سلسلۂ عالیہ اشرفیہ کی تاریخ میں پہلی دفعہ اس سلسلہ شریفہ کا اجراء شرق سے غرب تک حضور قبلہ وکعبہ کی ذات بابرکات سے ہوا فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ اجرائے سلسلہ کے اعتبار سے اگر آپ کو حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ یا حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ

---

[۱] تاریخ ولادت یوم شنبہ پانزدہم ربیع الثانی ۱۳۰۸ھ ہجری۔ ۱۲۔

کے آفتابِ لایت کا پرتو کہیں تو یقیناً مبالغہ نہ ہوگا۔ اس دوہرے میں آپنے اپنی سیاحت کی طرف ایک لطیف اشارہ کیا ہے ؎

دنیا میں ایسے پھرے جیس پھرت پرکار
آ ٹیکے پہلی ٹھاؤں میں بیٹھے آسن مار

اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ نے وقتاً فوقتاً فارسی اُردو اور ہندی میں کچھ کلام موزوں فرمایا ہے۔ آپ کا کلام ذوق و شوق کی عکسی تصویر ہوتا ہے۔ سُوء اتفاق سے بہت سا کلام ضائع ہوگیا ہے۔ جسقدر اسوقت دستیاب ہوا وہ جمع کیا گیا۔ سُبحان اللہ کیا کلام عرفان نظام ہے۔ ایک ایک لفظ اثر میں ڈوبا ہُوا ہے۔ زبان شیریں ہے۔ بیان رنگیں ہے۔ مگر بایں ہمہ تصنّع سے مبّرا۔ تکلّف سے معرّا۔ عندلیبانِ گلشن قال کے زمزمے کچھ اَور ہوتے ہیں۔ بلبلانِ گلستان حال کے چہچہے کچھ اَور۔ وہاں زیادہ تر قوائے عقلیہ سے خطاب ہوتا ہے یہاں سراسر قلب و رُوح کی جانب روئے سخن ہے۔ وہاں اصولِ بلاغت کی پابندی میں کوہ کندن و کاہ برآوردن ہوتا ہے۔ یہاں باتباع سُنّت وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى کوئی کہلاتا ہے تو کہتے ہیں اور بے ساختہ کہتے ہیں ورنہ خاموش رہتے ہیں۔ نتیجہ یہ کہ ؎

شعر می گویم بہ از آبِ حیات
من ندانم فاعلاتن فاعلات

اِس دیوان عرفان ترجمان کی ترتیب اور سلسلۂ انطباع ۱۳۳۲ھ میں شروع ہوا۔ اور ۱۳۳۳ھ میں نوبت انطباع پہنچی۔ اِسی لئے احبابنے جو قطعات تاریخ لکھے ہیں۔ اُن میں بعض مادے ۱۳۳۲ھ کے ہیں اور باقی ۱۳۳۳ھ کے۔ چنانچہ وہ قطعات درج کئے جاتے ہیں ؛

قطعات تاریخ ترتیب و طبع

از نتائج طبع فصیح اللسان عذب البیان مولوی سیّد شاہ نذر اشرف صاحب متخلص بہ اشرف برادر زادہ حضرت مصنف مدظلہ

دیوان اشرفی کہ بود بہر طالباں — سرچشمۂ منابع و انہار معرفت
ہر لفظ اوست غنچۂ از گلشن سلوک — ہر بیت اوست سبزۂ گلزار معرفت
ہر مطلعش فروغ تجلّی برق طور — ہر مقطعش خزینۂ انوار معرفت
مطبوع شد ز کوشش نیرنگ پاکباز — درویش حق شناس و طلبگار معرفت
اشرف چو رفت قیس دلم سوئے دشت فکر — تاریخ گفت لیلی اسرار معرفت

۱۳۳۲ھ

از طبع نازک خیال شیریں مقال مولوی مظفر علی صاحب مدرس مدرسہ اشرف المدارس کچھوچھہ شریف

چھپا ان دنوں اشرفی کا کلام — جو ہر صاحب دل کو مرغوب ہے
طریقت سے ہر نظم کو واسطہ — حقیقت سے ہر شعر منسوب ہے
مظفر ذرا کان دھر کے سنو — اگر تم کو تاریخ مطلوب ہے
صدا دے رہا ہے فلک بارہا — مکرر کہو واہ کیا خوب ہے

۶۶۶ × ۲ = ۱۳۳۲ھ

ریختۂ کلک جواہر سلک ادیب اریب مولوی علی احمد خاں صاحب اسیر نقشبندی قادری بدایونی پروفیسر عربی سینٹ جانز کالج آگرہ

مرحبا حل علمی دیوانے — دفتر معرفت و ایقانے
حبذا مصحف آیات جلال — آیۂ سورۂ انوار جمال

پرتو مہر کمالِ وحدت — شمع فانوسِ خیالِ کثرت

موبمو شانۂ زلفِ اسرار — سربسر غازۂ سلطانِ بہار

از جنابِ شہِ قطبِ عالم — زیبِ سجّادۂ غوثِ اعظمؓ

نونہالِ چمنِ سمنانی — قادری اشرفی و جیلانی

خرقۂ چشت بدوشِ پرنور — چشمش از بادۂ عرفاں مخمور

ساقیٔ بزمِ رسول الثقلین — قرۃ العینِ حضورِ سبطینؓ

بلبلِ نغمہ سرائے توحید — طوطیٔ آئینہ دارِ تجرید

یارب از فیضِ سخن تا بہ ابد — طالبش فانیٔ مطلوب شود

۱۳۴۲ھ

سالِ طبعش ز اسیرِ ناشاد — ہمہ آئینہ ذاتِ حق باد

ولہ

مرحبا دیوانِ آن جانِ دلِ پیرانِ پیرؒ — صاحبِ سجّادۂ قطبِ دو عالم دستگیر

اشرفی جیلانی و چشتی معین الاولیا — قرۃ العین شہ سمنانی نور الہدیٰ

جلوہ آرائے حقیقت گشت مثلِ شمعِ نور — شاہدِ رعنائے وحدت کرد در کثرت ظہور

دفترِ عرفانِ حق آئینہ انوارِ ذات — مصحفِ آیاتِ رحمت شرحِ اسرارِ صفات

۱۳۴۲ھ

بہرِ طبعش از اسیرِ بینوا شوریدہ حال — شمع فانوسِ خیالِ اوجِ اہلِ حال سال

ساقی نامہ نتیجۂ فکرِ فلک پرواز سخن سنج طناز مولوی یعقوب حسین صاحبؒ ضیا بدایونی فرزند جناب اسیر بدایونی

ہے کہاں اے ساقیٔ مےکش نواز — تا کجا اخفائے صہبائے حجاز

اٹھی ہیں رم جھم سنہری بدلیاں — ہے امنگوں پر بہارِ گلستاں

غنچہ و گل بیخود و مخمور ہیں — نشے میں نرگس کی آنکھیں چور ہیں

جھومتے ہیں جوشِ مستی میں شجر   دامنِ گل ہے مئے عرفان سے تر

کھول دے ساقی کلیدِ میکدہ   ہے طلوعِ صبحِ عیدِ میکدہ

آج میخواروں کی سج دھج اور ہے   اشرفی پیرِ مغاں کا دور ہے

رند ہیں فرطِ خوشی سے باغ باغ   نورِ افشاں ہے کچھوچھے کا چراغ

قادری صہبا شرابِ سنجری   آج ایک شیشے کے اندر ہے بھری

نقشبندی سہروردی بادہ خوار   جوشِ مستی میں ہیں باہم ہمکنار

بزمِ عرفاں صحبتِ رندانہ ہے   خانقاہِ صوفیاں میخانہ ہے

چل رہا ہے خیر سے دورِ شراب   دستِ ساقی میں ہے اک روشن کتاب

شغلِ مے میں ہو رہی ہے قدرِ فن   میکدہ ہے صورتِ بزمِ سخن

مصحفِ آیاتِ اسرارِ سرور   اشرفی صاحب کا ہے دیوانِ نور

ہے فروغِ نشۂ خاصانِ حق   اس بیاضِ حق نما کا ہر ورق

بیت ہر اک خانۂ خمار ہے   مطلع مطلع مطلعِ انوار ہے

بندش ہر شعر کیف انگیز ہے   سطر ہر اک سلکِ جوہر ریز ہے

ہے عروسِ نظم کی مستی غضب   ہو رہے ہیں صدقے اربابِ ادب

شاہدِ مضموں کا حسن دلربا   دخترِ رز کی ایک مستانہ ادا

ہے کہیں لطفِ ملاحت کی جھلک   بادہ خواروں کے لئے کانِ نمک

ہے کہیں لکھی حلاوت سے وہ بات   مصرع مصرع بن گیا شاخِ نبات

ہے فصاحت میں بلاغت لطف خیز   ہر گلِ مضمون نو ہے عطر بیز

وصف اس بحرِ لطافت کا محال   درحقیقت ہے یہ دیواں بے مثال

مدح کے نغمے کہاں تک گایئے   فکرِ سال طبع دیواں چاہیئے

مرحبا صد مرحبا فکرِ ضیا   حبذا صد حبذا ذہنِ رسا

١٣٣٢

سال کیا سلکِ مضامیں سے چنی   ہے درِ یکتا کلامِ اشرفی

از فخر العلما مولوی حکیم سید شاہ محمد فاخر صاحب بیخود محمدی اجملی زاہدی اشرفی علیمی الہ آبادی سجادہ نشین دائرہ قطب اکمل حضرت شاہ محمد اجمل قدس سرہٗ الہ آباد خلیفہ اجل حضرت اشرفی مدفیضہ

اشرفی آں مقتدائے اہلِ دل
طرہ دستار فخر و اعتلا

چوں علیؔ را با حسینؔ آمیختم
نام پاکش گشت روشن چوں سہا

آفتاب دودمانِ قادری
چشتیاں را بادشاہ و پیشوا

واردات خویش را فرمود نظم
نظم او چوں سلک دُرہا پُر ضیا

بیخود از ماخادمانِ بارگاہ
مرحبا نیرنگ را صد مرحبا

سعی کامل کرد در ترتیب باز
بہرِ طبعش مستعد شد حبذا

در سنِ طبع کلام بیمثال
می نویسم بحرِ فیضِ کبریا

۱۳۳۳

ولہٗ

چھپ رہا ہے کلام حضرت کا
فکر تاریخ کی جو بیخود نے

فیض مرشد سے لکھ دے مستانہ
قادری پیالہ اور چشتی مے

۱۳۳۳

ولہٗ

خدا رکھے ہمیشہ ایسی رفعت
فلک سے بڑھ کے شانِ اشرفی ہے

کہوں تاریخ میں چھپتا ہے دیواں
بہار بوستانِ اشرفی ہے

۱۳۳۳

از مولوی سید شاہ خوب اللہ صاحب ماہر محمدی اجملی زاہدی۔
متولی خانقاہ دائرہ قطب اکمل حضرت شاہ محمد اجمل قدس سرہٗ الٰہ آبادی
برادر خرد فخر العلماء علامہ بیخود الٰہ آبادی

جناب عم قبلہ اشرفی کا	یہ دیواں یا چراغ قادری ہے
ہوئی ماہر جو فکر سال و تاریخ	کہا ہاتف نے باغ قادری ہے

از جناب مولانا مولوی شاہ محمد ذکاوت حسین صاحب ذکا اسرائیلی قادری
امام جامع مسجد سنبھل ضلع مراد آباد

چھپ گیا جب صحیفۂ نامی	مجھ کو تھا سال طبع میں سکتا
کہا ہاتف نے ہم لکھیں تاریخ	نظم سید علی حسین کی لا

ولہٗ

سرو آزادے زبستان حسن	نونہال گلستان پنجتن
مرشد و ہادی و سجادہ نشیں	فضل کُلی داد اورا ذوالمنن
نظم و نثرش ہست در عالم بے	اندریں فن ہست معیار سخن
چوں کلام معنوی مطبوع شد	گشتہ مطبوع ہمہ اہل زمن
باذکائے سنبھلی تاریخ طبع	ہاتفے گفتا بلے اشرف سخن

از جناب مولانا مولوی مفتی ابوذر صاحب رفقی اسرائیلی وارثی سنبھلی
مدرس دینیات مسلم ہائی سکول شہر انبالہ

خداداں خدا ہیں بسرو علن	وہ آل نبی وارث پنجتن

وہ مسند نشین خلافت مآب — ہیں بحرِ سخاوت کے دُرِّ ثمن
لکھا اِس فصاحت بلاغت سے دیوان — جسے دیکھ حیراں ہوں سب اہلِ فن
ہوئی طبع جسدم وہ نظمِ شریف — تو احسنت بول اُٹھا چرخِ کہن
رؤفی نے ہاتف سے پوچھا جو سال — تو بولا چھپا اشرفی کا سخن
۱۳۳۳ ھ

از سگ کوچہ حضرت مُصنّف مدظلہ العالی سراپا عار و ننگ بندہ نیرنگ

اشرفی اشرفِ اربابِ شرف — پیکرِ معنی و تمثالِ جمال
در گلستانِ نبی ص طرفہ گلے — در چمن زارِ علی رض تازہ نہال
سروِ خوش قامتِ باغِ حسنین رض — لالۂ گلشنِ سلطانِ جیال
صورتش صورتِ غوثِ اعظم رض — سیرتش سیرتِ احمد بمثال
غازۂ عارضِ زیبائے سلوک — سرمۂ نرگسِ شہلائے کمال
گفتہ اش گفتۂ ہاتف از غیب — قال او آئینۂ چہرۂ حال
شعرِ او رشحۂ نیسانِ قدم — فی المثل از اثر سحرِ حلال
تازہ سازد بدل سنگدلاں — قصۂ نغمۂ داؤد و جبال
پیش آب گہرِ گفتارش — گہر و لعل نماید چو سفال
بارک اللہ چہ روشن دیوان — بدر از تابِ ضیائش چو ہلال

گفت نیرنگ چہ سالِ طبعش
۱۳۳۳ ھ
گفتمش مطلعِ خورشیدِ جلال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شجرہ منظوم سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ سراجیہ اشرفیہ

یارب بحق محمد بہر علی بحسن سلطان دین مددے
بہر زید و فضیل و ابراہیم و حذیفہ امین الدین مددے

پے ممشاد و بحق احمد ہم شاہ محمد و بو یوسف
مودود و شریف و ہم عثمان معین و قطب الدین مددے

بفرید و نظام و سراج و علاء اشرف نور العین و لی
بحسین و جعفر و ہم حاجی پے شمس الحق و الدین مددے

پے راجو و احمد و فتح اللہ بمراد و بہا و توکل من
بہر داؤد و نیاز ولی پے اشرف نیکترین مددے

از عجز و نیاز بو احمد این اشرفی بے سامانے
بر خستگی جانم نظرے بر حال من مسکیں مددے

شجرہ منظوم سلسلہ عالیہ قادریہ جلالیہ اشرفیہ

یارب بحق محمد بہر علی بحسن سلطان دیں مددے
بحبیب و طائی و ہم کرخی بسری و جنید امیں مددے

بابوبکر و عبدالرحمن ہم بوالفرح و پے ہنکاری
بسعید و غوث جیلانی بعلی محبوب تریں مددے

پے اقلح و بوالغیث و فاضل بعبید و جلال و شہ سمناں
پے نور العین و بہر حسن شہید گوشہ نشین مددے

بمحمد و بہر حسین ولی پے عبد رسول و نور اللہ
بہدایت و پیر عنایت شہ پے نذر ہادی دیں مددے

بہ نوازد صفت و قلندر حق پے منصب اشرف مرشد من
بر اشرفی درویش حزیں اے ذوق عرش بریں مددے

شجرہ منظوم سلسلہ چشتیہ نظامیہ فخریہ

کہ از حضرت حافظ احمد حسین شاہ صاحب شاہجہان پوری قدس سرہ حاصل شدہ

یارب بمحمد فخر رسل بعلی ولی شہ دیں مددے
بہر حسن و عبدالواحد بفضیل سراج یقیں مددے

پئے ابراہیم بن ادہم بحذیفہ و شاہ امین الدیں
پئے ممشاد و بسحق احمد محمد نیک تریں مددے

پئے بو یوسف ہم قطب الدیں بشریف و ہم عثمان معیں
پئے قطب و فرید و نظام الدیں بہ نصیر و کمال الدیں مددے

بسراج و علم الحق والدیں بہر محمود و جمال و حسن
بمحمد و ہم یحییٰ مدنی بہ کلیم و نظام الدیں مددے

بشہ فخر و سبحان علی بو اللیث و سرافراز کامل
بغلام امام و شہ احمد بر اشرفی مسکیں مددے

شجرہ منظوم سلسلہ چشتیہ نظامیہ صفویہ

کہ از جناب شاہ خلیل احمد المخاطب بہ عین اللہ شاہ صفی پوری حاصل شدہ

یارب بمحمد بہر علی بحسن سلطان دیں مددے
بن زید و فضیل و ابراہیم و حذیفہ امین الدیں مددے

پئے ممشاد و بسحق احمد ہم شاہ محمد و بو یوسف
پئے قطب و شریف و ہم عثمان معین و قطب الدیں مددے

بفرید و نظام و نصیر الدیں بجلال و راجو مرشد من
پئے سارنگ و مینائے ولی پے سعد صفی الدیں مددے

بمبارک و اکرم عالیشان عبدالرحمن عبدالواحد
پئے زاہد و بہر شہ بھورن عبداللہ ہادی دیں مددے

بہر انعام و غلام پیر از بہر حفیظ و شہ خادم
بخلیل عین اللہ ولی بر اشرفی مسکین مددے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلامِ فارسی

عمر ہا جلوۂ او جست نگاہم پیدا — کرد آئینۂ دل صورتِ ماہم پیدا

بیگمانست کسے پیش نگاہم پیدا — کہ شد از جلوۂ او نور خدا ہم پیدا

کعبہ و دیر ز آوارگیم تنگ آمد — نیست در عشق مگر جائے پناہم پیدا

مگذر از رہِ الطاف کہ ایں شیوۂ تست — گرچہ صد فتنہ نماید گناہم پیدا

حال بیتابئ دل از منِ بیمار مپرس — کہ شرر ہا شود از شورش آہم پیدا

چشم گریان دل سوزاں رُخ زرد و تنِ زار — در رہِ عشق تو گشتند گواہم پیدا

اشرفی ذلت و رسوائی کوئے خوباں
کرد در ہر دو جہاں عزت و جاہم پیدا

بحضورِ شہ گشادم لبِ عرضِ مدعا را — کہ مراں ز درگہ خود منِ عاجز و گدا را

نظرِ تلطفے کُن تو بحالِ من خدا را — کہ نہ تاب ہجر دارم بحضور دار ما را

بجہاں اگرچہ گشتم نہ بمدعا رسیدم — کہ سوائے درگہ تو بکہ آرم التجا را

بمذاقِ صوفیانہ ز کشاکشِ زمانہ — دلِ من کہ بود موئیں شدہ ہمچو سنگ خارا

سر اشرفی فدایت بسر رہِ رضایت
بسرت کہ سر نتابم چو کشی بہ تیغ ما را

این است بعشق حاصلِ ما | شد بر تو فدا تن و دلِ ما
گفت از پسِ قتل قاتلِ ما | بنگر سوئے رقصِ بسملِ ما
این عشق کجا رساند مارا | شد کوچۂ یار منزلِ ما
گاہے نگہے بکشتگاں کن | بے رحم مباش قاتلِ ما
از گوشۂ چشم ہم نہ بینی | صد درد و الم است شاملِ ما
در بحرِ محبّت غریقیم | از چشم نہانست ساحلِ ما

جز وصل مخواہ اشرفی ہیچ
دیگر نبود محاصلِ ما

بشکلِ شیخ دیدم مُصطفیٰ را | ندیدم مُصطفیٰ را بل خدارا
زخود فانی شدم دیدم بقارا | ندیدم غیرِ ذات خود خدارا
مکُن اے زاہدِ خشک اعتراضے | چہ دانی سرِّ توحیدِ خدارا
اگر گوئی مرا تو بت پرستی | بگویم در بتاں دیدم خدارا

چہ گویم اشرفم یا اشرفیم
میسر نیست ایں سرِّ نہانی خدارا

باستانہ امامین کاظمین رضی اللہ عنہما عرض کردہ شد

ایہا الموسیٰ بن جعفر وی التقی ابن الرضا | اے امام ابن الامام ابن امام الاتقیا
از جہاں فتی بجاں بیکسی و رنج و غم | لیک عالم را رہانیدی ز قیدِ رنجہا
حرفِ حاجت میکنم در پیشِ شاہِ کاظمین | جملہ حاجاتم شود از حضرت پاکت روا

جبہ سائے آستانت جن و انسان و ملک — ز اتباع انبیا ذات تو فخر الانبیاء

خاکروبی جنابت ہر کہ کرد از صدقِ دل — درج شد نامش بدفترہای نام اولیاء

حدّ امکانِ منِ مسکیں نباشد وصفِ تو — وصفِ تو داند خدا یا خاص خاصانِ خدا

آرزوہائے دل ایں اشرفی خاکسار
جُملہ برآور طفیلِ حیدرِ مشکل کُشا

بدربار سامرہ شریف بروز دوشنبہ ۲۷ ماہ شعبان ۱۳۲۳ھ
اندر صحن روضہ مبارک عرض کردہ شد

اے نقی و عسکری ابنِ بتولِ پارسا — حاجتِ ایں بندہ را از لطفِ خود فرما روا

اے امامینِ غریب و بیکس و مسکیں نواز — علم عرفانِ خدا را کُن باین مسکیں عطا

از پئے آں حجۃ اللہ مہدیٔ آخر زماں — سینہ ام روشن شود از نورِ ذاتِ کبریا

باد صد جانم فدائے قبۂ ہر دو امام — ایں دلم قربان و چشمم فرشِ راہ ایں دوتا

در جنابِ ایں کریماں کے رسیدے اشرفی
گر نبودے لُطفِ شاں ہر لحظہ پیشش رہنما

دلِ من خاص آشیانۂ تست — لُطف فرما کہ خانہ خانۂ تست

ہر کہ بیگانہ گشت از عالم — بخدا بندۂ یگانۂ تست

نیست ماوائے در جہاں دگرے — مامنِ جُملہ آستانۂ تست

از کمانِ دو ابروت بدلم — تیر افگن کہ ایں نشانۂ تست

زلف پرپیچ و تاب و خالِ رخت — ایں عجب دام و طرفہ دانۂ تست

شوخ چشما سحر چشم من — ایں خمار از مئے شبانہ تست

غزل اشرفی شنید چو یار
گفت ایں طرز عاشقانہ تست

باز از دستِ جنوں چاک گریباں شد نیست — فتنۂ دامن کش ایں بے سر و ساماں شد نیست
صاف کردیم بجہد اتم آئینۂ دل — بامید آنکہ رخ یار نمایاں شد نیست
جان و ایماں بتولے پیر مغاں خواہم داد — غیر ازیں از من بیچارہ چہ ساماں شد نیست
در شبِ وصل ز دیدار چہ لذت گیرم — دائم آخر سحر ہجر نمایاں شد نیست
گریہ کم کن صفتِ ابر بہاری کاخر — بغم آں گل تر عمر بپایاں شد نیست
نظرے کرد بطفلی سوئے حالم استاد — گفت ایں نام کن سیّد سمناں شد نیست

اشرفی چند بنالی بغم آں مہرو
آنچہ تقدیر شدہ روزِ ازل آں شد نیست

اے سوزِ فراق تو در دل شررے دارد — جاں سوختۂ عشقت تفتہ جگرے دارد
عاشق برخ جاناں ہر دم نظرے دارد — بے فکر زایں و آں با دوست سرے دارد
عمر یست کہ درد تو بیتابت تو اتم کرد — ایں شام غم ہجراں آخر سحرے دارد
آں شوخ بتِ پُرفن دلبر و بیک غمزہ — در دلبری عالم زیبا ہنرے دارد
اے زاہد ظاہر بیں از سر نہانِ ما — واقف بود آں مرد کز دل خبرے دارد
با یک نظرے جادو ہوشم بربود و گفت — ایں سحر مپنداری چشمم اثرے دارد

چوں اشرفی بیدل آزاد ز عالم شد
ہر کس کہ بکوئے تو یکدم گذرے دارد

جانِ من قربانِ آن جانِ جہانم شد چہ شد
بانشان از نامِ او نام و نشانم شد چہ شد

باعثِ تفریحِ جانِ ناتوانم شد چہ شد
نامِ آں نامِ آورے وردِ زبانم شد چہ شد

مہربانِ حالِ زارم مہربانم شد چہ شد
گامِ فرسا سوئیم آن سرو روانم شد چہ شد

خوش بلائے جان بجانِ من بسر آمدہ
دل اسیرِ دامِ گیسوئے بتانم شد چہ شد

کفر و اسلامم بزلف و روی او وابستہ شد
نہ ہمیں گبر و مسلماں ہر دو شانم شد چہ شد

رشتۂ الفت چو بستم زاں پری پیکر سیمتن
بے تعلق جان و دل از دو جہانم شد چہ شد

اشرفی در کوئے جاناں ذلت و رسوائیم
باعثِ فخر و ظہور عز و شانم شد چہ شد

شہ خوبانِ من رنگیں قبا نازک ادا دارد
بہر غمزہ بہر عشوہ جہانے مبتلا دارد

بصد ناز و کرشمہ شوخئے لا انتہا دارد
دلِ عشاق پامالِ خرامِ نازہا دارد

نہ در عالم نظیرِ صورتش موجود و نے ممکن
چہ گویم وصفِ حسنِ او کہ از خوبی چہا دارد

نگردد چوں فدایش عالمے کز بہر تسخیرے
قدِ رعنا رخِ زیبا جمالِ دلربا دارد

برقصم جاں فدا سازم بزیر پائے او خنداں
اگر از خواہشِ خود یارِ من قتلم روا دارد

چساں شکوہ کنم ممنونِ بیدادم کہ آں قاتل
پئے عشاق جائے بہر صد جور و جفا دارد

مپرس از اشرفی احوالِ او در عشقِ تو چوں است
کہ آں بیچارہ اندر سینہ دردِ لا دوا دارد

بتاریخ ۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ بوقت رخصت از مدینہ منورہ بر ریل گفتہ شد

از محفلِ جانانہ من دور شدم امروز
بر خود نہ چرا گریم مہجور شدم امروز

جز نالہ و آہ من نے مونس و غمخوارے	اے وائے بریں حالت معذور شدم امروز
بے وصل نہ صبر آید مشتاق لقائش را	دردا کہ ز دست غم مجبور شدم امروز
بازار بسیم سویش بینم رخ نیکویش	گویم بمراد دل مسرور شدم امروز
قاصد ز بر دلبر پیغام بمن آورد	حقا کہ ازیں احساں مشکور شدم امروز
چوں شیر و شکر باہم آمیخت بمن ماہم	از گفتن قول حق منصور شدم امروز

اے اشرفی مسکیں در میکدۂ عشقش
از خوردن یکجامش مخمور شدم امروز

محبوب ذات کبریا فریادرس فریادرس	مخصوص درگاہ خدا فریادرس فریادرس
اے انبیا را پیشوا فریادرس فریادرس	ہر مقتدا را مقتدا فریادرس فریادرس
عالم ز علم من لدن دانندۂ اسرار کن	اے جائے تو عرش علا فریادرس فریادرس
تا عرض حال خویشتن پیش جنابت کردہ ام	دارم بدل امیدہا فریادرس فریادرس
از دست چرخ کج خرام آمد بلاہا برسرم	شاہ رسل عقدہ کشا فریادرس فریادرس
افتادہ ام در بیکسی للہ بفریادم رسی	اے دستگیر بینوا فریادرس فریادرس
کار ہمہ دنیا و دیں وابستۂ مرضی تست	اے مرجع شاہ و گدا فریادرس فریادرس
ہر لحظہ دارد التجا ایں عاجز و مسکیں گدا	اے حضرت خیر الورا فریادرس فریادرس

ایں اشرفی خستہ جاں گوید بصد آہ و فغاں
یا مصطفیٰ یا مجتبیٰ فریادرس فریادرس

سروے بقامت تو بہ بستان ندیدہ ام	چوں تو گلے بہ ہیچ خیابان ندیدہ ام

۵ یہ غزل دربار شریف مدینہ منورہ میں بذریعہ مولوی فخر الدین بریلوی پیش ہوئی۔ بحمد اللہ کشود کار و حصول مدعا ہوا ۱۲

در باغ دہر گشتم و دیدم ہزار گل — یک گل چو رُویت اے گلِ خنداں ندیدہ ام
ہر کس کہ یک نظر بجمالِ تو کرد گفت — جز حق دگر بصورتِ انساں ندیدہ ام
اے شاہِ دلبراں نظرے کن کہ در غمت — تا بودہ ام بجز رخِ حرماں ندیدہ ام

جاناں ترحمے کہ بعالم چو اشرفی
دلدادہ و گدائے پُر ارماں نہ دیدہ ام

من چو با جاناں رسائی یافتم — قبضہ بر ملکِ خدائی یافتم
عاشقے بودم کنوں از وصلِ یار — عشوہ ہائے دلربائی یافتم
دلبرا از لطف و احسانِ شما — بندۂ بودم خدائی یافتم
جملہ سامانِ شہنشاہی نہاں — ور تہ دلقِ گدائی یافتم

اشرفی سرِّ نہاں چوں شد عیاں
از خودی در خود جدائی یافتم

حُبِّ علیؑ نقش زن سینہ ام — شیعہ نیم سُنّیِ بے کینہ ام
فخر نمایم بغلامیِ او — بندۂ ایں درگہِ دیرینہ ام
جلوۂ دلدار نمایاں ز من — من ہمہ تن صورتِ آئینہ ام
ہیچ نبودم و ہمہ ہا شدم — ہست ہمیں قصّۂ دوشینہ ام

او نہ بہ خم مہرہ خرد اشرفی
ہست دریں پردہ چہ گنجینہ ام

ویرانہ کنی ز خان و مانم — تا کے بزنی با متحانم
گر ذبح کنی بہ تیغِ نازم — آزردہ نہ ام کہ شادمانم

تو در من و من بتو دگر هیچ — افسانۂ این و آں ندانم

گفتم کہ مقام تست جائے — آخر غلط آمده گمانم

ہاں اشرفیا فنا چہ باشد
از ہستی خود بدہ نشانم

آوارۂ جہانم مست مئے الستم — بے نام و بے نشانم مست مئے الستم

آتش ز دل فروزم این ما سوا بسوزم — برق شرر فشانم مست مئے الستم

در روئے خوبرویاں دیدم جمال جاناں — عین عیاں آنم مست مئے الستم

شہباز اوج قدسم سیمرغ قاف انسم — عنقائے لامکانم مست مئے الستم

صحرائے غیب رفتم راز نہفتہ گفتم — بیرون ز این و آنم مست مئے الستم

رفتم بہ بزم دلبر خوردم شراب احمر — منت کش مغانم مست مئے الستم

اے اشرفی بہر جا مانند شاہ راجا
با نالہ و فغانم مست مئے الستم

اے حبیب خالق یکتائے من — وے رسول پاک دل آرائے من

از کشاکش ہائے غم عاجز شدم — لطف فرما سید والائے من

در پریشاں حالی و در بیکسی — آستانت مامن و ماوائے من

پیش سلطان مدینہ اے صبا — عرض کن حال مصیبت ہائے من

بر غلام عاجز خود اشرفی
رحم کن اے والی و آقائے من

شدہ ز حسن و جمالم جمال یار عیاں — ز نقش صورت من صورت نگار عیاں

منم کہ نالہ کنم در فراق مہرویاں
نہ پے بروز نہاں و عیاں من ہر کس

ز سینہ آہ کشم شکل اشکبار عیاں
ہماں منم کہ نہانم و آشکار عیاں

گہے بصورت زاہد گہے برنگِ رند
گہے مصلّی نشیں گہ شراب خوار عیاں

بنوش جام مل و روئے ارغوانی کن
گذر ز خویش و مبیں در وجود جز معشوق
ز عاشقی بگذشتی صدائے ارنی چیست
بیا ز خلوتِ خود مست حسن از رہِ لطف

ز فیض پیر مغاں لطفِ زندگانی کن
برائے خود نگر و شورِ من روانی کن
بناز و غمزہ نداہائے لن ترانی کن
شبے بخانہ عشاق میہمانی کن

اگرچہ پیر شدی اشرفی ز حسرتِ وصل
بیا و روئے صنم عیشِ نوجوانی کن

بدربار فیض آثار کربلائے معلّٰی ایں کلمات حسرت آمیز بوقت حاضری در ۱۳۲۳ھ بماہ شعبان عرض کردہ شد

رہبرِ سالکاں نگاہِ حسینؑ
شامیانِ جفا شعار ز ظلم
وائے آں جاہلاں ندانستند
تشنہ لب داشتند تا سہ روز
آفرینہا کہ پیش سرورِ دیں
چوں ہمہ ہمرہاں شہید شدند

راہِ دیں راست شاہراہ حسینؑ
نہ نمودند عز و جاہ حسینؑ
کہ بلند است پایگاہ حسینؑ
بیں چہ شد حالتِ تباہ حسینؑ
فدیہ کردند جاں سپاہ حسینؑ
بیکسی بود خود گواہ حسینؑ

پسر نوجواں چو گشت شہید
رفت سوئے فلک نگاہِ حسینؑ

آنزماں گشت عالمے تاریک
قتل گردید خود چو شاہِ حسینؑ

روح سلطان انبیا بگریست
در غمِ قتل بے گناہِ حسینؑ

دیدہ از خود بگریہ مے آید
چوں بیائی بقتل گاہِ حسینؑ

غیر حُرِ جری بہ لشکر شمر
نہ کسے بود خیر خواہِ حسینؑ

یابم ار مثل جاں خود صد جاں
فدیہ اش مے کنم براہِ حسینؑ

اے خدا حُبِّ اہلبیت بدل
کالحجر نقش کُن بجاہِ حسینؑ

اشرفی جملہ مدّعا یابی
بر تو افتد اگر نگاہِ حسینؑ

جلوہ گر نورِ خدا است بر رخِ تابانِ تو
مہر از نور ضیا حاصل شد از ایوانِ تو

اے جہانگیر ولی محبوب یزدانی توئی
من چہ گویم ہست در کون و مکان اعلانِ تو

تارک شاہی شدی و مسکنی شاہنشہی
دہر از دستِ ستم با امن در دورانِ تو

زندہ کردی آں بُتِ سنگیں برائے گلخنی
از قضا اندر قضا جاری بود فرمانِ تو

بسکہ ما را ساختی در مزرعِ دل جارئے
آب خواہم تا رسد از چشمۂ فیضانِ تو

اے کہ در ذکر جمیلت روح را شد لذّتے
شاید از لطف و کرم سویم شد میلانِ تو

ملتجی چشمِ رحمت اشرفیِ خاکسار
عاجز و مسکین فقیر بے سر و سامانِ تو

ز دستِ زہد و تقویٰ چند باشم خانہ بربادے
حریمِ دل ز شاہِ عشق باد آباد و بنیادے

اسیرِ دامِ زلفم کرد نازک طبع صیّادے
نہ تابِ دم زدن اینجا نہ جائے شور و فریادے

به تیغِ نازگر قتلم کند ترکِ پریزادے
جزاک اللہ برآید از نہادم جائے فریادے

فتادہ کارِ من در دستِ بیرحمے عیارے
جفاجوئے جفاکارے ستمگر سخت جلادے

فراموشم مکن ایجاں که از دردِ فراقِ تو
دلِ صد چاک دارم خاطرِ صد گونه ناشادے

ز آهِ آتشینم شد شرر ہا از جگر پیدا
خدارا رحمے اے شعلہ مزاجے شوخ آزادے

ببر بادِ صبا پیغام ایں مسکیں به پیشِ اُو
که گاہے اشرفی را نیز کُن در بزمِ خود یادے

اے یار به رُخ نقاب تا کے
ایں مہر ته سحاب تا کے

تا چند خوری مے حریفاں
مرغِ دلِ من کباب تا کے

اے بخت سیاہ با من زار
ایں گردش و انقلاب تا کے

در میکدہ مدتے بسر شد
ایں شیوہ ناصواب تا کے

برخیز که منزلیست در پیش
اے خانه خراب خواب تا کے

جاناں رحمے که بے قرارم
با خسته دلاں عتاب تا کے

از ہجرِ تو اشرفی است بیتاب
با عاشقِ خود حجاب تا کے

ز دردِ ہجرِ تو ہر صبحگاہے
کنم صد ناله و فریاد و آہے

نظر کُن بر منِ حالِ تباہے
تو جانِ جانم اے نورِ نگاہے

چو خواہش کردم از بہرِ نگاہے
بگفتا دائماً نے گاہ گاہے

دراں کوئے که آئی بہرِ تفریح
خوشا بختم که گردم خاکِ راہے

نماید عالمے تاریک در چشم
کشم گر از دلِ پر درد آہے

چو در کوئے بتاں گیرم سکونت — بدانم بہتر از صد خانقاہے

میرس از اشرفی حالش کہ چونی
کہ خوردہ بر جگر تیر نگاہے

اے لمعۂ نور تو انوار خدادانی — چوں غیر خدا خوانم واللہ خدا شانی
من ذرہ ناچیزم تو مہر درخشانی — للہ نظرے فرما اے سیّد سمنانی
بر مصحفِ روئے تو اربابِ نظر بینند — انوار الٰہی را چوں آیت قرآنی
خورشید چہ تاب آرد از نور جمالِ تو — آئینہ صفت ماند در حیرت و حیرانی
از شوقِ وصالِ تو آمد چو خیال تو — دِل رفت ز پہلویم اے دلبر لاثانی
در حضرت والایت آیم بچہ سامانے — ساماں نبود مارا جز بے سروسامانی

ایں اشرفیِ مسکیں با جان و دلِ محزوں
صد بار فدائے تو اے مظہر رحمانی

سینہ جائے حسینؓ ابنِ علیؓ — جاں فدائے حسینؓ ابن علیؓ
من گدائے حسینؓ ابنِ علیؓ — بے نوائے حسینؓ ابنِ علیؓ
ہست کافی برائے بخششِ ما — خوں بہائے حسینؓ ابنِ علیؓ
سرمۂ دیدۂ ملک گردید — خاکپائے حسینؓ ابنِ علیؓ
بیشک اے دِل خدا رسیدہ بود — آشنائے حسینؓ ابنِ علیؓ
طائرِ روح مے کند پرواز — بہوائے حسینؓ ابنِ علیؓ
بر سرِ دوش مصطفےؐ جا داشت — ہر دو پائے حسینؓ ابن علیؓ
گر بہشت است بر زمیں اینست — کربلائے حسینؓ ابن علیؓ

آسماں خوں گریست با صد غم — بعزائے حسین ابنِ علیؓ
از زمیں تا فلک ہر آنچہ کہ ہست — شد برائے حسین ابنِ علیؓ
ملک و جن و انس مے کوشند — در رضائے حسین ابنِ علیؓ
عشق دارد بذاتِ والائش — خود فدائے حسین ابنِ علیؓ
مے کنند ناز بر شہنشاہی — ہر گدائے حسین ابنِ علیؓ
از دو عالم نمود بے پروا — لطفہائے حسین ابنِ علیؓ
عاشق زار چوں نہ جاں بازد — بر ادائے حسین ابنِ علیؓ
کس نداند بجز خدائے قدیر — درجہ ہائے حسین ابنِ علیؓ
من ناداں چساں کنم دعوے — در ثنائے حسین ابنِ علیؓ
اے خوش آندم کہ بینداں رخِ پاک — مبتلائے حسین ابنِ علیؓ
عاصیانند مستحقِ جناں — از ولائے حسین ابنِ علیؓ
سجدہ گاہ ست عاشقانش را — نقشِ پائے حسین ابنِ علیؓ

شاہ گردید اشرفی درویش
از عطائے حسین ابنِ علیؓ

شاہِ جیلاں بمن زار و پریشاں مددے — نورِ عینینِ نبی سید و سلطاں مددے
حاضرم بر درِ پاک تو بصد رنج و الم — دستگیرا بمن بے سر و ساماں مددے
باامیدیکہ بہ بغداد ز ہند آمدہ ام — مشکلم سہل کن و بر منِ حیراں مددے
بر دلِ مردۂ من یک نظرِ لطف بکن — اے مسیحائے زماں عیسئے دوراں مددے

ف این غزل در سنہ ۱۳۲۳ھ اندر روضۂ حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ در بغداد شریف گفتہ شدہ۔

بر درِ پاک تو داریم سرِ عجز و نیاز
پیرِ پیرانِ جہاں شدِ پاکاں مددے

ما غریبیم و غریب الوطنیم اے آقا
چشمِ رحمت بکشا سوئے غریباں مددے

شبِ تاریک و رہِ تنگ و من بیچارہ
اندریں حالِ زبوں امتِ تاباں مددے

ہندی و سندی و ترکی بدرت عرضگذار
اے شہنشاہ نوازندۂ مہماں مددے

حالِ ما را چہ کنم عرض کہ خود بر تو عیاں
بچنیں خستگئے جان پر ارماں مددے

طالبِ معرفتم قلب مرا روشن کن
اے شہِ کشورِ دیں صاحبِ عرفاں مددے

اشرفی آمدہ در حالتِ پیری بدرت
دستگیری بکن اے حامیِ پیراں مددے

قطعہ

من ذرہ مہرِ بو ترابم
روشن بجہاں چو آفتابم

در ملکِ جہاں ز شرق تا غرب
آں کیست کہ نیست فیضیابم

دیگر

اشرفا از کرمت قدر جہانم نبود
پیشِ احسانِ تو پروائے زمانم نبود

از جنابِ تو کجا اشرفیِ خستہ رود
کہ بجز درگہ تو جائے امانم نبود

دیگر

ایں عاشقِ شیدائے دیوانہ شود روزے
ایں قصۂ رسوائی افسانہ شود روزے

ساقی چو دہد جامت مینوش و غنیمت داں
کایں میکدۂ کہنہ ویرانہ شود روزے

نذرِ احسن کلیم

مُناجات بحضورِ پُرنورِ رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سرورِ انبیا سلام علیک | رہبرِ اولیا سلام علیک
ازپس مدّتِ دراز مرا | شد حضوری درگہ والا
اے دل و جانِ من فدائے تو | نرود از سرم ہوائے تو
آمدم با ہزار عجزِ و نیاز | بحضوری شاہ بندہ نواز
بہ سلام تو حاضر ست غلام | آرزو میکند جواب سلام
گر علیک السّلام فرمائی | شرف و عزّتم بیفزائی
دل نادانِ من بہ نادانی | میکند ایں خیالِ پنہانی
کہ بدرگاہِ سیّدِ اعلےٰ | ہست مشکل رسائے ادنیٰ
کے سلامت بآنجناب رسد | ذرّہ چوں رو بآفتاب کشد
باز از غیب میشود تسکیں | کہ مشو رنجہ و مباش حزیں
ہست مسکیں نواز شاہِ ما | باعث فخر و عز و جاہِ ما
در جنابش سلام ما و شما | ہم کلام و پیام ما و شما
بوساطت بدرگہ شہ دیں | میرسد التجائے ہر مسکیں
شاہ ما بندہ پرور ست حلیم | ختم بر ذات اوست خلقِ عظیم
سُوئے کُل زائرانِ روضۂ خویش | ملتفت میشود بلا کم و بیش
گو مرا صورتاً حضوری شد | ولے معناً نہ دور دوری شد
نظرِ لطف کُن بسُوئے من | کرمِ تُست آرزوئے من

این حجاب درون من خیزد — رشحۂ فیض بر دلم ریزد
بخدا از من کمینہ ذلیل — سگ کوئے تو بہتر است و جلیل
اے سگ کوچۂ حبیب خدا — خاکپائے تو کحل دیدۂ ما
اے شجرہائے روضۂ محبوب — چہ نصیب شماست خوش اسلوب
کہ مدام است قبۂ خضرا — بہر نظارہ پیش چشم شما
اے جبال جوار سرور دیں — خوش نصیبید با فر و تمکیں
وائے بر ما و حسرت دل ما — کہ بہ ہند است دور منزل ما
حاضرم لیک در دل پُر غم — ہست پیدا کمال رنج و الم
کہ پس از چند روز روز فراق — پیش چشم من است بر دل شاق
مغتنم دان حضوری شہ دیں — کہ پس وصل دوری است قریں
باز در خاک دان ہند مرا — رفتن است از چنیں جناب عُلا
اشرفی بعد وصل ہجر مباد — نشود خاطر حزیں ناشاد

دیگر

اے عربی خاتم پیغمبراں — تاج سرم سرور سرافسراں
اے در تو جائے مناجات من — کعبۂ دیں قبلۂ حاجات من
مامن و ماوائے غریباں توئی — مرجع قوم جن و انساں توئی
بہر سلام تو غلامان تو — حاضر دربار خدا شان تو
ما ہمہ خوانیم صلوٰۃ و سلام — خوش کہ بفرمائی علیک السلام

گر شنوم از تو جواب سلام
زانکہ چو آئی بسلامِ غلام
جز در والائے تو اے نورِ جاں
حاضر دربار شریفم مگر
از کرم وازرہ لطفِ شہی
سیّد و سُلطان زمین و زماں
از پئے بخشایش ما پُر گناہ
دست من عاجز و بیچارہ گیر
سایلِ مسکیں بدرت آمدہ
دست گُشا جانبِ زنبیلِ ما
بر در تو آمدہ ام چوں گدا
جملہ تمنّائے من دلفگار
نیست مرا حاجتِ اظہار حال
یا کہ کنم عرض تمنّائے خویش
کے بمراد دل خود میرسم
بیکسی و رنج و غم من ببیں
مرجع مخلوق خدائے جہاں
ذاتِ شریفت چو نہ گشتے عیاں
از سبب ذات تو اے ذی وقار

فخر و مباہات نمایم مدام
بہ کہ کنم بر تو ہزاراں سلام
نیست مرا جائے نجاتِ و اماں
داشتہ انبار گناہاں بسر
بارِ سرم از سرِ من وارہی
واسطہ بخششِ ما عاصیاں
پیش خداوند جہاں عذر خواہ
نیست کسے جز تو مرا دستگیر
طالب لطف و کرمت آمدہ
سرور دین شاہ زمین و زماں
منتظرم تا چہ نمائی عطا
ہست عیاں پیش تو اے تاجدار
زانکہ تو دانی ہمہ پیش از مقال
جز درت اے مرہم ہر سینہ ریش
بے سر و ساماں شدم و بیکسم
نیست مرا حامی و مونس قریں
مظہر حق واقفِ سرّ و عیاں
ہیچ نہ بودے ز دو عالم نشاں
گشت خدائی خدا آشکار

خلد برین هست اگر بر زمین — هست همین روضهٔ سلطانِ دین

گنبد خضرا از تو آراسته — به ز جنان رونق نو خواسته

در دل ویرانهٔ من جا نما — اے ز تو آبادیٔ ویرانه ها

همچو مدینه بدلم جا گزین — زانکه درین خانه که گردد مکین

نور تو دِل را چو میسّر شود — خانهٔ تاریک منوّر شود

دیده بگرید به تمنّاے تو — حسرتِ دِل اینکه شود جاے تو

طاقت صبر از دل من طاق شد — قصّهٔ من شهرهٔ آفاق شد

خاطر آشفته ام اے نورِ حق — از غمِ هجران تو دارد قلق

تا بکے از سوزِ فراقِ تو من — سوزم و از درد شوم نعره زن

سیّدِ عالم نظرے از کرم — بر من دلداده که دیوانه ام

غیر تو کس نیست مرا چاره ساز — سیّد والا شہِ مسکیں نواز

رحم بحالِ من بیچاره کُن — چاره ندارم تو مرا چاره کُن

از پے دیدار رُخ حق نما — دیده طلبگار که بیند ترا

کاش جمالت نظر آید بخواب — ایں دل تاریک شود نور یاب

بوسه زنم بر کفِ پایت بجوش — وز دل پُر درد بر آرم خروش

کاے عربی ابطحی و یثربی — بندهٔ تو مشرقی و مغربی

اے شہ اُمّی لقب عالی نسب — در غم تو سخت کشیدم تعب

باز مگردان ز حضوری جدا — اے به تو صد جان و دل من فدا

جانِ من و جان من و جان من — رُوحِ روان تن بیجان من

بُرقع مینداز برخ بعد ازیں   رُوئے تو آئینہ حق الیقیں
تا بجہان است ہرا زندگی   باد ز دیدار تو خورسندگی
شکوہ ہجراں نرود بر زباں   دولت وصل تو کند شادماں
ایکہ حیات ابدی وصل تو   منظر نور صمدی وصل تو
شکل بشر آمدہ حبذا   جلوہ ذات احدی مرحبا
از ادبت گو کہ نہ گویم خدا   لیک ندانم ز خدایت جدا
ذات تو حق است بحق حق نما   اے بسرا پردۂ وحدت خدا
مظہر خداوندیٔ حق سرّ تست   ذات تو شد از ہمہ عالم نخست
چوں نکند عشق خدائے قدیر   بسکہ تو در حسن خودی بےنظیر
آدم و عالم ہمہ شیدائے تو   شیفتۂ حسن دل آرائے تو
کیست بجز ذات شریف شما   کز ازلش عاشق و شیدا خدا
صدقہ محبوبیٔ خود یا رسولؐ   عرض من خستہ جگر کن قبول
اے کہ قسم خورد بعمرت خدا   سوئے رہ عشق خودم رہنما
اُلفت اغیار رود از دلم   بر رخِ زیبائے تو شیدا شوم
آتشِ عشق تو بود مشتعل   دل نہ بغیر تو شود مشتغل
زندگی و مَوت بعشق تو باد   غیر ازیں ہیچ نخواہم مراد
باز نماند ہوسے در دلم   نورِ مجسّم شود آب و گلم
اشرفیا بر درِ سلطانِ دیں   ہست دعایت بہ اجابت قریں
بہر مناجات وصولِ مرام   بہتر ازیں نیست بعالم مقام

زود بہ آداب بصد التجا
بندہ ام تابع فرمانِ تو
وقت بپا گشتن روز قیام
نعرہ زناں شور کناں از مزار
کے مدنی مکی و شاہ رُسل
من بہ جہاں در غم تو سوختم
گشت نہ امروز قیامت بپا
رُوئے تو من بینم و بینندگاں
آمدہ وقت کرم عام تو
دامنِ لُطف و کرم خود کشا
سیر بہ بینم رُخِ زیبائے تو
ہست تمنّائے منِ بینوا
از لبِ جان بخش تو آید خطاب
بر درِ پاکم چو گذر شد ترا
چوں برسد مژدہ قبول دُعا
اشرفیا بر درِ خیر الانام

بار دگر عرض بکن کے شہا
بلکہ غلامے ز غلامانِ تو
از لحد خویش چو خیز و غلام
عرض کند پیشِ تو اے تاجدار
باعثِ پیدائش ہر جزو کُل
دیدۂ خود از ہمہ ہا دوختم
بر سرِ اَوج آمدہ تقدیر ما
شاد و غم آزاد مسرت کناں
بہرہ بیابیم ز انعام تو
بر سرِ ما سایہ فگن از عطا
سر بہ نہم زیر کف پائے تو
پیش جنابت رسد ایں التجا
جُملہ دُعائے تو شدہ مستجاب
زُود بیابی ہمہ مقصودہا
باز نماند ہوسِ مُدّعا
عرض کُن از شوق صلوٰۃ و سلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلام اردو

مشہور ہو رہا ہے عز و جلال تیرا
جاری ہے ہر زباں پہ قال مقال تیرا

تو پردۂ تعین رخ سے اگر اٹھاوے
عالم کو محو کر دے حسن و جمال تیرا

آنکھوں میں عاشقوں کی شکلوں میں مہ رخوں کی
جلوہ دکھا رہا ہے یہ خط و خال تیرا

گاہے بشکل ممکن گاہے برنگ واجب
نظارہ ہو رہا ہے لے با کمال تیرا

نظروں میں اہل دل کی کثرت ہے عین وحدت
ہر حال میں ہے حاصل قرب و وصال تیرا

خود کر کے عشق اپنا پردے میں کیوں چھپا ہے
شاہد ہے مجلسوں میں یہ وجد و حال تیرا

پلجائے جام وحدت گر واعظا تجھے بھی
مٹ جائے دل سے تیرے یہ قیل و قال تیرا

مرنے سے اپنے پہلے مر کر ہوا جو واصل
حاصل ہوا اسی کو پیارے وصال تیرا

جب تجھ میں اشرفی ہے اور اشرفی میں تو ہے
پھر کیا سمجھ میں آئے ہجر و وصال تیرا

سینے[۱] میں ہے زخمی دل دیوانہ ہمارا
مرقد میں ہلائے نہ کوئی شانہ ہمارا

ہم شیفتۂ حسن جوانِ عربی ہیں
عالم میں زباں زد ہے یہ افسانہ ہمارا

مخمور مئے عشق رسولِ دوسرا ہیں
بے وجہ نہیں نالۂ مستانہ ہمارا

[۱] یہ غزل ۱۲۹۵ھ میں وقت سفر زیارت مدینہ منورہ جہاز پر لکھی گئی۔

واعظ سے کہو محفل مستاں میں نہ آئے / ہے توبہ شکن مشرب رندانہ ہمارا

اب لیجیے خبر اشرفیٔ خستہ کی یا شاہ
ابتر ہے بہت حال فقیرانہ ہمارا

وہ ترا جمال خدا نما جو خدا خدا نظر آگیا / بخدا خدا نظر آگیا بخدا خدا نظر آگیا

جو فنا کے بعد بقا ہوئی تیری ذات جلوہ نما ہوئی / یہ وجودِ فانی سر بسر مجھے شکل لا نظر آگیا

جسے غیر کہتے تھے ہے خدا نہ وجود اسکا کہیں ملا / اسی اپنی صورت و شکل میں وہ مرا خدا نظر آگیا

کہوں کیا کہ کون ہوں کون میں جو کھلے کہیں ہوں نہیں میں ہوں / یہ سمجھ میں آیا کہ تو ہے تو جو حجاب وہ نظر آگیا

وہی ایک مظہر ہے وہی آپ اپنا نظیر ہے / وہ ہر ایک شکل میں جلوہ گر مجھے خود نما نظر آگیا

یہی اہل انکی بات ہے کہ نہیں سوائے ظہور حق / اسے خود نمائی کا شوق تھا جو یہ ما سوا نظر آگیا

جسے لوگ کہتے تھے اشرفی اسے چشم غور سے دیکھ کر
لگے کہنے اہلِ نظر یہی کہ یہ کیا تھا کیا نظر آگیا

سینے میں دل ہوا تپاں ایسا / کہ نہ ہو کوئی نیم جاں ایسا

گوشۂ دل میں خوب آ ٹھہرے / یار پاتے کہاں مکاں ایسا

ہم چھپاتے رہے پہ چھپ نہ سکا / رازِ دل ہو گیا عیاں ایسا

نقد جاں دیکے بھی نہ ہاتھ لگا / تیرا سودا ہوا گراں ایسا

نکہتِ گل ہو جسطرح گل میں / یار دل میں ہوا نہاں ایسا

رگِ جاں سے قریب تر ہے وہ / نحن اقرب سے ہے عیاں ایسا

اشرفی ناز کر تو اشرف پر
کون پاتا ہے خانداں ایسا

مرے دل کے آئینے میں جو وہ جلوہ گر بھی ہوتا
شب تار کسکو کہتے کہ عیاں سحر بھی ہوتا

کریں آہ و نالہ پیہم مگر اسکو کچھ نہیں غم
میرے دل کو صبر آتا وہ ذرا خبر بھی ہوتا

کشش دل حزیں خود اسے پاس میرے لاتی
مری آہ میں جو ہمدم کہیں کچھ اثر بھی ہوتا

مجھے موت کا نہیں غم مگر آئے اس کے در پہ
کسی حیلے سے الٰہی مرا واں گذر بھی ہوتا

کبھی اشرفی تڑپتا سر راہ شکل بسمل
مگر اس طرف سے اسکا کہیں رہ گذر بھی ہوتا

شان ختم رسل کا بیاں ہو گیا
حق عیاں حق عیاں حق عیاں ہو گیا

ان کے حسن خداداد کا ذکر سن
دل تپاں دل تپاں دل تپاں ہو گیا

صحن صحرا (?) میں مرغ چمن ذوق سے
نغمہ خواں نغمہ خواں نغمہ خواں ہو گیا

مصطفےٰ کی صفت لکھتے لکھتے قلم
گل فشاں گل فشاں گل فشاں ہو گیا

ان کی مدحت میں یہ عاجز و ناتواں
لا بیاں لا بیاں لا بیاں ہو گیا

عشق احمد وصال خدا کیلئے
نردباں نردباں نردباں ہو گیا

نقش سم براق نبی سے فلک
کہکشاں کہکشاں کہکشاں ہو گیا

سن کے وصف جمال نبی دل مرا
شادماں شادماں شادماں ہو گیا

نام فرقت کا سنتے ہی یہ خستہ دل
نیم جاں نیم جاں نیم جاں ہو گیا

اشرفی فیض نعت شہ دیں سے تو
خوش بیاں خوش بیاں خوش بیاں ہو گیا

[۱] اے فخر رسل شہ ہر دو سرا کرو قید الم سے جلد رہا
مجھے رنج و فکر نے گھیر لیا ہے مرے درد دل کی تمہیں دوا

۱ یہ غزل ۱۳۱۶ھ میں لکھکر مدینہ منورہ بوساطت مولوی فخرالدین بریلوی روانہ کی گئی۔ انہوں نے دربار عالی میں عرض کیا۔ یہ غزل بحالت اضطرار لکھی گئی تھی۔ خدا نے اس عاجز کی التجا قبول کی اور شرور زمانہ سے نجات دی ۔

ہے ذوق عبادت دل میں مرے اشتیاق میں ہوا انجام مرا
کوئی چارہ رہ خیر نہو کروں گوشے میں بیٹھ کے یادِ خدا

نہ میں طالبِ دولت دنیا ہوں نہ امارت و عیش کی خواہش ہے
تری الفت میں دیوانہ رہوں مجھے طالبِ صادق اپنا بنا

ترے عشق میں اے محبوبِ خدا مری عمر عزیز گذر جائے
نہ کسی کی محبت دل میں رہے نہ کسی سے تعلق ہووے مرا

کوئی مونس جاں رہا نہیں میری جانِ حزیں ہے اور غم ہے
کروں کس سے میں شکوۂ جورِ فلک میری کون سنے گا ترے سوا

میں بشر ہوں بھلا کیونکر جھیلوں یہ ستم یہ جفا یہ رنج و الم
مجھے چین سے رہنا مشکل ہے مرا ضبط پہ بھی قابو نہ رہا

مرا قصۂ حسرتِ دل شاہا نہیں ایسا کہ لاؤں زباں پہ اُسے
یہ خیال ہے گوشِ مبارک پر کہیں بار نہ ہوئے میرا کہنا

جو گذر ہو مدینے میں تیرا صبا یہ پیام مرا شہ سے کہیو
کہ ہے سخت پریشان و مضطر وہ تمہارا غلام بے سر و پا

کرو مجھ پہ نگاہِ کرم جو شہا ابھی بگڑی ہوئی بنجائے مری
ہوا اشرفی مسکیں کے لئے دوراں۔ آمادۂ جور و جفا

جب کوہِ مفرح سے وہ روضہ نظر آیا
تسکینِ دلِ زار کا نقشہ نظر آیا

وہ روضۂ شاہنشہ بطحا نظر آیا
یا جنتِ ماوا کا بھی ماوا نظر آیا

آنکھوں نے کسی کی جو نہیں خواب میں دیکھا
وہ قدرتِ خالق کا تماشا نظر آیا

عشاق چلو روضۂ محبوبِ خدا میں
لو دور سے وہ قبۂ خضرا نظر آیا

آنکھوں میں چکاچوند ہے کیوں نہ ادھر کو دیکھو
کیا سب کی نگاہوں میں مدینہ نظر آیا

یہ قبۂ خضرا ہے سرِ راہِ مدینہ
وہ مسجدِ عالی کا منارہ نظر آیا

اے اشرفی زار کہوں تجھ سے میں کیونکر
ان آنکھوں سے اِس دم مجھے کیا کیا نظر آیا

محفل اغیار میں جائینگے آپ
ہم کو تو حسرت سے ستائینگے آپ

تشنۂ دیدار کو اپنے کبھی
جامِ مئے وصل پلائینگے آپ

گر کشش عشق نے تاثیر کی	جانتے ہی پھر آپ سے آئینگے آپ
ہجر میں کب تک رہیں بیتاب ہم	کہئے کسی روز بھی آئینگے آپ

اشرفیٔ شیفتہ کو بھی کبھی
اپنی حضوری میں بلائینگے آپ

سلامت رہو میرے سر پر سلامت	ہمیشہ رہو سایہ گستر سلامت
رہیگا جو قاتل ترا گھر سلامت	نہ جائیگا لیکر کوئی سر سلامت
مقابل میں اُس تیغ ابرو کے آکر	نکلجائے کیونکر کوئی سر سلامت
پھنسا مرغِ دل دام گیسو میں ایسا	کہ ممکن نہیں ہووے جانبر سلامت
جفا پر تمہاری دعا کر رہے ہیں	رہے شاد و خرم ستمگر سلامت
سمائے نگاہوں میں ایسے کہ ہر سو	تمہیں تم ہو اے بندہ پرور سلامت

دلِ اشرفی باتوں باتوں میں چھینا
رہے تا ابد میرا دلبر سلامت

غمِ فراق سے رہتی ہے انتشار میں روح	جو وصل ہو تو رہے شاد جسم زار میں روح
نہ قبر پر بھی اگر بعد مرگ آیا تو	رہیگی تیرے ہی تا حشر انتظار میں روح
سُنادے مژدۂ دیدار جلد اے قاصد	بہت دنوں سے تپاں ہے فراقِ یار میں روح
نہ سخت ہاتھ لگاؤ سنبھل کے شانہ کرو	چھپی ہے کاکلِ مشکیں کے تار تار میں روح
طبیب دیکھ کے بیمار عشق کو بولا	بس اک حباب سی باقی ہے جسم زار میں روح
اگر نہ آئے عیادت کو وقتِ نزع بھی تم	تڑپ تڑپ کے رہیگی مرے مزار میں روح

خبر نہیں تنِ لاغر کی اشرفی ہم کو
بھٹکتی پھرتی کہیں ہوگی کوئے یار میں روح

فلک دالان سلطان المشائخ
ملک دربان سلطان المشائخ

ولایہ کعبۂ اہلِ یقیں ہے
درو دالان سلطان المشائخ

ملا ہے کیا ہی بخشش کا وسیلہ
ہمیں دامان سلطان المشائخ

تمنا ہے یہی دل کی کہ دیکھوں
رخِ تابان سلطان المشائخ

ابھی روشن ہو دل نورِ یقیں سے
جو ہو فیضان سلطان المشائخ

کروں قرباں میں اپنے مال و جاں کو
جو ہو فرمان سلطان المشائخ

سراج الدین علاؤ الدین و اشرف
گلِ بستان سلطان المشائخ

غلام اپنا بنایا اشرفی کو
یہ ہے احسان سلطان المشائخ

چھپائی کس لیے صورت دکھا کر
ہمیں آشفتہ و شیدا بنا کر

پھر اپنے حسن کا جلوہ دکھا دو
ہمارا سینہ آئینہ بنا کر

تڑپتا ہے دلِ غمگیں ہمارا
ملیگا کیا تمہیں ہمکو ستا کر

کیا پیرِ مغاں نے کیا ہی بیخود
ہمیں جامِ مئے وحدت پلا کر

وہ دامِ زلف میں دیتے ہیں ایذا
ہمارے طائرِ دل کو پھنسا کر

جنونِ عشق میں یارب کسی کو
نہ یوں میری طرح تو مبتلا کر

نہ بھولو اشرفی کو دل سے اشرف
درِ شاہانہ پر اپنے بلا کر

ہماری آنکھوں سے ہرگز نہیں حجاب میں یار
مگر ہے بخت سیہ اپنا انقلاب میں یار

نہ اپنی کہتے ہو صاحب نہ میری سنتے ہو
بتاؤ حسرتیں کب تک رہیں حجاب میں یار

غضب ہے قہر ہے دلدار سے جدا ہونا
مزے دکھائے کباب جگر اگر ہو کبھی

نہ داغ ہجر ہیں وصل شباب میں یار
ترا لعاب دہن ساغر شراب میں یار

ہزار جاں سے ہوا اشرفی فدائے علیؓ
نظر پڑا جو اسے شکل بوتراب میں یار

رو رہا ہے کس قلق سے دل ہمارا زار زار
بخت خوابیدہ پہ حسرت آرہی ہے بار بار
گر خوشی ہے قتل میں میرے تو پھر تاخیر کیا
جان کام آئے تمہارے عشق میں تو خوب ہے

چبھ گئے سینے میں غم سے اے گل بے خار خار
ہم تو چھوٹے یار سے اور ہو گئے اغیار یار
گردن عاشق پر کیجے کھینچ کر تلوار وار
صورت منصور پائے طالب دیدار دار

وصل مشکل ہے تو کر تدبیر وصل اے اشرفی
کرتے ہیں آخر تو بیٹھے بیٹھے کچھ بیکار کار

کھو گئے دو عالم سے محو جان جاں ہو کر
تیرے مے پرستوں کو فکر زہد و تقویٰ کیا
کیوں قفس میں پر باندھے طائر مقید کے
تیرے ڈھونڈنے والے کہتے ہیں یہ حسرت سے
یوں تو جستجو میں ہم مدتوں رہے لیکن
راز خلوت جاناں لب پر آ نہیں سکتے

دیر میں کیا مسکن طالب بتاں ہو کر
کس لیے مقید ہوں مطلق العناں ہو کر
ہائے کیا کیا تو نے یار مہرباں ہو کر
یار کیوں ہوا مخفی بے طرح عیاں ہو کر
کچھ نشاں ملا تیرا آپ بے نشاں ہو کر
خود بخود ہوئے ساکت شکل بے زباں ہو کر

بیقراریاں کیسی اشرفی تیرے دل کو
ضبط کیوں نہیں کرتا مرد رازداں ہو کر

درد ہجراں میں ہوا سخت گرفتار مریض
بستر غم پہ تڑپتا ہے ترا یار مریض

دیکھ بیمار محبت کو لگا کہنے طبیب
اچھے ہونے کے نہیں تیرے کچھ آثار مریض

آئے تو بہر عیادت اگر اے رشک مسیح
ابھی اچھا ہو ترا طالب دیدار مریض

اُسنے تیرے لب جاں بخش کے چکھے ہیں مزے
داروئے تلخ سے کرتا ہے جو انکار مریض

غش پہ غش آتے ہیں بیتابی دل ظاہر ہے
اب یہ بچتا نظر آتا نہیں زنہار مریض

نزع کے وقت نظر آئے اگر صورت یار
جی اُٹھے کیوں نہ ترا طالب دیدار مریض

اشرفی کے تپ فرقت میں گئے تاب و تواں
آؤ ملجاؤ تڑپتا ہے یہ ناچار مریض

زلف بتاں کے پیچ سے خالق بچائے دل
مرنا جسے قبول ہو جا کر پھنسائے دل

یارب کبھی کوئی نہ کسی سے لگائے دل
مر جائیے زہر کھا کے کسی پر جو آئے دل

رکھوں کہاں میں اب اسے پہلو کو چیر کر
ڈر ہے کہیں نہ یہ شرر غم جلائے دل

کرتا ہے ابتدائے محبت سے شوخیاں
فرمائیے تو قابو میں کسطرح آئے دل

اے اشرفی بتوں میں محبت ذرا نہیں
کس طرح کوئی سنگدلوں سے لگائے دل

دل[۱] پہ غم نے پھر لگایا زخم کاری یارسولؐ
درد میں اب حد سے گذری بیقراری یارسولؐ

ہائے خواہش ہی مرے دل کو مدینے کی رہی
کٹ گئی حسرت میں اپنی عمر ساری یارسولؐ

آپکی فرقت خزاں ہے نخل دل کے واسطے
آپ کا دیدار ہے فصل بہاری یارسولؐ

اب مریض عشق پر اپنے کرم فرمائیے
ہجر میں کب تک کروں میں اشکباری یارسولؐ

دل میں ہے شوق زیارت کیا کروں مجبور ہوں
رات دن کرتا ہوں غم میں آہ و زاری یارسولؐ

۱ف یہ غزل ۱۲۹۴ھ میں باشتیاق مدینہ منورہ لکھی اور ۱۲۹۵ھ میں زیارت مدینہ منورہ سے مشرف ہوئے ۔

قافلے ہر سال جاتے ہیں مدینے کی طرف ۔ میری کب آئیگی وان جانیکی باری یا رسولؐ

اشرفی شوق زیارت میں تڑپتا ہے مدام
صدمۂ ہجراں سے ہے اب جان عاری یا رسولؐ

آج مزے وصل کے پائینگے ہم ۔ لذتِ دیدار اُٹھائینگے ہم
اِس تنِ خاکی کو مٹائینگے ہم ۔ در سے تیرے پر نہیں جائینگے ہم
ذبح کرو خنجر ابرو سے تم ۔ پر کبھی گردن نہ ہلائینگے ہم
جس نے سنا اُسپہ جنوں چھا گیا ۔ آپ کا قصہ نہ سنائینگے ہم
ساتھ لیئے جایئے جانِ حزیں ۔ صدمہ ہجراں نہ اُٹھائینگے ہم
پیرِ مغاں اب تو نہ انکار کر ۔ کچھ میری خاطر سے پلائینگے ہم

بند درمیکدہ ہے اشرفی
جان پر اب کھیل کے جائینگے ہم

پوچھے ہمسے کوئی کہ کیا ہیں ہم ۔ مظہر ذاتِ کبریا ہیں ہم
گو کہ ظاہر میں یاں گدا ہیں ہم ۔ لیک باطن میں بادشا ہیں ہم
جتنی شکلیں ہیں سب ہماری ہیں ۔ کسی صورت سے کب جدا ہیں ہم
اپنی صورت پہ آپ عاشق ہیں ۔ جسطرح ہم کہیں بجا ہیں ہم
نحن اقرب دلیل ہے اپنی ۔ کہو جاناں سے کب جدا ہیں ہم
دم میں کرتے ہیں سیرِ باغِ جناں ۔ تیز رَو صورتِ صبا ہیں ہم
کبھی بیمار اور کبھی ہیں طبیب ۔ اور کبھی دافعِ بلا ہیں ہم
کبھی ذرہ ہیں اور کبھی خورشید ۔ اور کبھی صورتِ سہا ہیں ہم

یہ جو کہتے ہیں ہم نہیں کہتے
اشرفیؔ آپ سے جدا ہیں ہم

غم ہجر سے زار و نزار ہوں میں نہیں تم کو روا یہ جور و ستم
اسی فکر و تلاش میں عمر کٹی ہمیں دولتِ وصل نہ ہاتھ لگی
مجھے تیغِ جفا سے جو قتل کیا تو پھر اسے لاش کے حاصل کیا
نہ گلوں میں بو ہے نہ رنگ ترا نہ تو شمس و قمر کو یہ حسن ملا
ہوئے کتنے پری رخ و ماہ جبیں یہ کسی کو بھی تھا نہ ملی نہ ملی
جنہیں الفت و عشق کا روگ لگا نہ فراق میں ضبط کسی سے ہوا

ملو آکے صنم ملو آکے صنم ملو آکے صنم
رہے ہجر میں یا ہم رہے ہجر میں ہم رہے ہجر میں ہم
یہ نیا ہے ستم یہ نیا ہے ستم یہ نیا ہے ستم
تیرے رخ کی قسم تیرے رخ کی قسم تیرے رخ کی قسم
گئے سوئے عدم گئے سوئے عدم گئے سوئے عدم
مرے کھا کے وہ ہم مرے کھا کے وہ ہم مرے کھا کے وہ ہم

ابھی ہم کو ہے پیش طویل سفر کہیں باندھو بھی اشرفیؔ اٹھ کے کمر
رہی رات ہے کم رہی رات ہے کم رہی رات ہے کم

ہم سے نہ کچھ پوچھئے شکل خیالی ہیں ہم
نورِ احد ہم میں ہے جلوۂ احمد بھی ہے
اپنا نشاں کیا کہیں کون بتائیں پتا
حیرتِ جلوہ نے یوں فرش میں کر دیا

یار کے اسرار سے پر نہیں خالی ہیں ہم
ذات جلالی ہیں ہم شانِ جمالی ہیں ہم
ہاں نہ جنوبی ہیں ہم اور نہ شمالی ہیں ہم
حس حرکت کچھ نہیں صورتِ قالی ہیں ہم

اشرفِ سمناں سے گر پوچھو تو ظاہر ہو یوں
نام کے ہیں اشرفیؔ شرف عالی ہیں ہم

صدمہ ہجر میں دل کر گیا آرام سے رم
یاں سے جانا نہ اگر ہو گیا جانا تیرا
مرغِ دل کاکلِ پیچاں میں پھنسایا تو نے

ہونگے عالم میں ترے عاشق ناکام سے کم
خود بخود نکلیگا بیخود مرے اندام سے دم
سخت بیتاب و پریشاں ہے ترے دام سے دم

جلوۂ یار جو ہر شے میں نظر آنے لگا	دفعتہً چھوٹ گئے پنجۂ اوہام سے ہم

اشرفی آئینۂ دل میں جو دیکھا ہم نے
نہیں ممکن ہے کہ وہ سیر کرے جام سے جم

کیوں ڈھونڈتے پھرتے ہو عالم میں کیوں اسکی تلاش میں ہوتے ہو گم	وہو معکم وہو معکم وہو معکم وہو معکم
کوئی ہمسے جو اسکا پتہ پوچھے تبلائینگے ہم یہ پردے سے	فی انفسکم فی انفسکم فی انفسکم فی انفسکم
وہ تو پاس تھے پر دیکھا ہی نہیں پوچھے سے ہمکو سنا بھی چلے	انا اقربکم انا اقربکم انا اقربکم انا اقربکم
جب من کان للہ ہوئے پھر کان اللہ لہ ٹھیرے	لاریب لکم لاریب لکم لاریب لکم لاریب لکم

یہی کہتا ہے اشرفی مسکیں نہیں خالی ہے اس سے کوئی کہیں
احد منکم احد منکم احد منکم احد منکم

یہ قصیدہ بغداد شریف میں آستانۂ غوث پاک پر لکھا تھا

اے نورِ نظر سلطانِ امم غوثِ اعظم شاہِ جیلاں	سرچشمۂ فیض و بحر کرم غوثِ اعظم شاہِ جیلاں
اے حیدرِ شیر نر کے پسر دُرِ بنتِ رسول کے لختِ جگر	واقف ہے شرق سے تیرے عالم غوثِ اعظم شاہِ جیلاں
اے راحتِ جانِ حسینؓ و حسنؓ تازہ ہے تجھی سے علیؓ کا چمن	دنیا میں ہے جنت تیرا حرم غوثِ اعظم شاہِ جیلاں
ہر فضل و کمال میں ہے یکتا اور بذل و نوال میں ہے ہمتا	کیا کوئی کرے وصف تیرا رقم غوثِ اعظم شاہِ جیلاں
بغداد میں ہند سے آیا ہوں اور بار گنہ لیے آیا ہوں	اس عاجز پہ ہو نگاہ کرم غوثِ اعظم شاہِ جیلاں
دامانِ مراد مرا بھر دو انجام بخیر میرا کردو	آسان ہو منزل ملکِ عدم غوثِ اعظم شاہِ جیلاں
دم میں ہزاروں ابدال بنا اس عاجز و مسکین کو بھی شہا	کر دیجئے عطا عرفانِ اتم غوثِ اعظم شاہِ جیلاں
کہلاتا ہوں میں تیرا خادم ہوں اپنے گناہوں سے نادم	حاضر ہوا حضور میں سر کئے خم غوثِ اعظم شاہِ جیلاں

روضہ میں تیرے آکر ہر دم ہر شام و سحر گلگشت حرم
دکھلاتا ہے لطف باغ ارم غوث اعظم شاہ جیلاں

ہیں مہکے گل باغ جیلاں رخصت ہو تیری ورد شاداں
خوشبو سے میری مہکے عالم غوث اعظم شاہ جیلاں

تیرا نام ہو ایسا ورد زباں کھل جائیں سارے راز نہاں
بن جائے میرا دل جام جم غوث اعظم شاہ جیلاں

سارے دشمن پامال ہیں سب دوست میرے خوشحال ہیں
ہو عمر بسر بے رنج و غم غوث اعظم شاہ جیلاں

کسی اہل دنیا سے میں کبھی نہ کروں کوئی حاجت پیش اپنی
نہ سنوں میں کسی کا لا و نعم غوث اعظم شاہ جیلاں

نہیں عالم میں اپنا ماوی بڑھ کر اس در سے تیرے شاہا
تیرے ہی در دولت کی قسم غوث اعظم شاہ جیلاں

یا غوث میری امداد کرو غمگین ہوں میں دل شاد کرو
یہ عرض ہے با چشم پرنم غوث اعظم شاہ جیلاں

اے محبوب سبحانی گر ڈالو میرے اوپر اپنی نظر
کافور ہوں سارے درد و الم غوث اعظم شاہ جیلاں

جب نسل میری رزاقی ہے کیوں فکر معیشت باقی ہے
کر دیجئے عالم سے بے غم غوث اعظم شاہ جیلاں

میں غریب مسافر ہوں تیرا حامی دہر میں تیرے سوا
نہ تو مونس ہے نہ کوئی ہمدم غوث اعظم شاہ جیلاں

حاضر ہوں آپ کے در دولت پر میرا حال نہیں مخفی تجھ پر
شیئاً للہ قطب عالم غوث اعظم شاہ جیلاں

یا غوث کرو میری تسکیں تشویش میں ہے مری جان حزیں
ہو یہ مسرور دل پر غم غوث اعظم شاہ جیلاں

تیری ذات مقدس ہے یکتا اے نور نگاہ حبیب خدا
تو فخر نسل بنی آدم غوث اعظم شاہ جیلاں

شیئاً للہ شیئاً للہ ہے اشرفی مسکیں کی صدا
دیدیجئے کچھ از راہ کرم غوث اعظم شاہ جیلاں

شب آدینہ جب گور غریباں کو وہ جاتے ہیں
ہماری قبر پر کس ناز سے ٹھوکر لگاتے ہیں

جو وہ غیروں کے گھر میں بے تکلف آتے جاتے ہیں
ہم اپنی چشم حسرت سے پڑے آنسو بہاتے ہیں

دل رنجیدہ میں کیا کیا وہ درد غم بڑھاتے ہیں
کبھی جب حرف رخصت کا زباں پر اپنی لاتے ہیں

اسیران محبت سے پوچھو حال ہجراں کا
جو غم میں آپ روتے ہیں تو اوروں کو رلاتے ہیں

نگاہیں پھیر کر وہ شوخ چھپ جاتا ہے نظروں سے
ہمارا نام ناحق بے مروّت آپ نے رکھا

کبھی فرطِ محبت سے جو پاس اپنے بلاتے ہیں
کہ اپنے گوشۂ خاطر سے خود ہمکو بھلاتے ہیں

پریشانی کا اپنی اشرفی اتنا اثر چھایا
ہمیں خواب پریشاں بھی پریشانی دکھاتے ہیں

حُسن میں لاکلام ہوں میں نہیں میں نہیں میں ہوں نہیں
رشکِ مہِ تمام ہوں میں نہیں میں نہیں میں ہوں نہیں

دیکھا جو میں نے آئینہ شکل تری نظر پڑی
میں تو برائے نام ہوں میں نہیں میں نہیں میں ہوں نہیں

شکل مری حسین تھی اپنا ہی شیفتہ ہوا
دلبرِ خوش خرام ہوں میں نہیں میں نہیں میں ہوں نہیں

بات کہوں تو وہ کہوں کہنے میں جو نہ آسکے
شاعرِ خوش کلام ہوں میں نہیں میں نہیں میں ہوں نہیں

حال مرا سنینگے جب سب کو تعجّب آئیگا
عبرتِ خاص و عام ہوں میں نہیں میں نہیں میں ہوں نہیں

جانا ہے گرچہ ایکدن باغ جہاں کو چھوڑ کر
زندۂ مستدام ہوں میں نہیں میں نہیں میں ہوں نہیں

پیر شہ نیاز[۱] پر جاں سے فدا ہوں اشرفی
اُن کا تو اِک غلام ہوں میں نہیں میں نہیں میں ہوں نہیں

جب سے کہ آغوش میں وہ مہ خوش رو نہیں
صبر تو رخصت ہوا دل پہ بھی قابو نہیں

لاکھ تکلّف کرے بزم جہاں میں کوئی
خاک نظر آئے گی ہمکو جہاں تو نہیں

بعد مرے ہمنشیں پڑھ کے میرے شعر کو
رو دینگے حسرت سے یوں نافہ ہے آہو نہیں

تیری شبِ ہجر میں کثرتِ اندوہ سے
نالہ جو کرُ اٹھتے ہیں ضبط پہ قابو نہیں

سینے میں ملتا نہیں اب تو جگر کا پتہ
پارۂ دل بہتے ہیں آنکھ میں آنسو نہیں

ہو کے ترے مبتلا نذر کو لائے ہیں جاں
غیروں سے دل بیچنا اپنی تو یہ خو نہیں

[۱] مراد دادا پیر حضرت سید شاہ نیاز اشرف اشرفی علیہ الرحمۃ سے ہے۔

جب سے تصوّر کیا زلف گرہ گیر کا
اشرفی خستہ میں ہوش سرِ مو نہیں

اپنا جلوہ جو دکھا جاتے ہیں
طرفہ دیوانہ بنا جاتے ہیں

کبھی وحدت میں نظر آتے ہیں
آپ کو آپ ہی ملجاتے ہیں

جلوہ کثرت میں جو فرماتے ہیں
شکل ہر رنگ کی دکھلاتے ہیں

بنکے لیلے کبھی محمل میں چھپے
کبھی مجنوں وہ نظر آتے ہیں

کوئی بندے کو خدا کہتا ہے
کیا کریں آپ ہی کہلاتے ہیں

مجلسوں میں کبھی صوفی بنکر
شورِ ہو ہو بھی سُنا جاتے ہیں

اشرفی کو کبھی بدنام کیا
آپ پردے میں چھپے جاتے ہیں

زباں[سلہ] پہ جاری ہے نامِ احمد یہ نام نقش نگیں ہے دلمیں
بندھا ہے روضے کا یوں تصور کہ باغ خلد بریں ہے دلمیں

خدا کا جلوہ جو دیکھنا ہو تو جلوۂ احمدی کو یارو
خفی و اخفیٰ میں پھر کے دیکھو وہ صورت نازنیں ہے دلمیں

فراق ظاہر ستا رہا ہے نہیں تو باطن میں ہے یہ ظاہر
کہ جسکی صورت پہ مر رہا ہوں وہ یار خلوت نشیں ہے دلمیں

شفیع روزِ جزا اغثنی حبیبِ ربّ العلا اغثنی
دکھا دو پھر روضۂ منوّر کہ صبر باقی نہیں ہے دلمیں

مرے ستانے کیواسطے گر نقاب چہرے پہ ڈالتے ہو
تمہاری صورت کے دیکھنے کو یہ چشم باریک بیں ہے دلمیں

شبیہ جاناں سمجھ کے ناداں دیکھ حسرت سے مہر و مہ کو
کہ جس نے شق القمر کیا تھا وہ ماہ منزل گزیں ہے دلمیں

جھکا کے سر بیٹھتے ہو تم کیوں ذرا اے اشرفی بتا دو
بندھا ہے کسکا تمہیں تصور یہ کس کی شکل حسیں ہے دلمیں

سلہ یہ غزل ۱۲۹۵ھ میں بعد رخصت مدینہ منورہ رستہ میں لکھی گئی ۔

سرورِ انبیا مقتدا جانِ جاناں ۔ دلبرِ اولیا مہ لقا جانِ جاناں

اس طرح سے نظر میں سما جان جاناں ۔ ہر طرف تو ہو جلوہ نما جان جاناں

ماسویٰ بھولکر یاد ہو تیری باقی ۔ میرے دل میں گھر اپنا بنا جان جاناں

ایسا جلوہ دکھادو کہ موسیٰ کی صورت ۔ ہو کے بیخود رہوں میں پڑا جان جاناں

حسنِ بےمثل پر تیرے عاشق ہوا ہے ۔ آپ ہی حضرت کبریا جان جاناں

ایک عالم زلیخا کی صورت فدا ہے ۔ حُسن میں تم ہو یوسف لقا جانِ جاناں

تم پہ سو جان و دل ہوں تو قرباں کروں میں ۔ میرے نازک ادا دلربا جانِ جاناں

اِک نظر کر ادھر بھی خدا کے لیے ۔ ہجر میں مر رہا ہوں چلا جانِ جاناں

یاد میں مصحفِ رُخ کے وردِ سحر ہے ۔ سُورۂ شمس اور والضحیٰ جان جاناں

ہند سے پھر مدینے میں مجھ کو بلا کر ۔ دیجئے دردِ دل کی دوا جانِ جاناں

پہلے کہتا تھا ہوں طالبِ وصل تیرا ۔ اب تو مطلوب خود بن گیا جان جاناں

کس زباں سے کہوں کون ہوں اور کہاں ہوں ۔ تیرے جلوے نے کیا کر دیا جانِ جاناں

اشرفی طالبِ گوہرِ مدعا ہے
اے مرے بحرِ جود و سخا جانِ جاناں

درِ محبوب سے ہوتے ہیں جدا آج کے دن[۱۵] ۔ دل سنبھلتا نہیں اپنا بخدا آج کے دن

نہیں طیبہ سے سفر پیش ہوا آج کے دن ۔ میرے نزدیک ہوا حشر بپا آج کے دن

ہو کے رخصت درِ والا سے بصد نالہ و آہ ۔ روتے جاتے ہیں غریب فقرا آج کے دن

کوئی چوکھٹ پہ فدا کوئی ستوں کے صدقے ۔ لے رہا ہے کوئی پردے کی بلا آج کے دن

[۱۵] ۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ بروز روانگی از مدینہ منورہ تحریر ہوئی ۔

دیکھ کر قبۂ خضرا نظر حسرت سے
دیکھئے کب مرے سرکار بلاتے ہیں مجھے
کل خدا جانے کہاں صبح کہاں شام ملے
دمِ آخر جو مدینے میں پہنچ جاؤں میں

سیکڑوں کرتے ہیں فریاد و بکا آج کے دن
اب تو ہیں شہر مدینہ سے چلا آج کے دن
عاشقو کھا لو مدینے کی ہوا آج کے دن
سمجھوں مقبول ہوئی میری دعا آج کے دن

اشرفی کو دمِ رخصت درِ شاہانہ سے
جو طلب کرتا ہے کر دیجے عطا آج کے دن

نقشۂ رخِ انور کا جما جا مرے دل میں
اے کافرِ بدکیش تو آ جا مرے دل میں
یہ گھر ہے ترے واسطے اغیار سے خالی
میں تیرے تجسّس میں رہا کرتا ہوں دن رات
سینے میں بھڑکتی ہے غضب آتشِ فرقت
تیری ہی قسم تجھ کو مرا نام نہ لینا

جلوہ قدِ رعنا کا دکھا جا مرے دل میں
بتخانہ خدا خانہ بنا جا مرے دل میں
تجھ کو نہ تکلّف ہو تو آ جا مرے دل میں
کچھ اپنا ٹھکانا تو بتا جا مرے دل میں
یہ دل کی لگی آگ بجھا جا مرے دل میں
کر کچھ بھی نشاں غیر کا پایا مرے دل میں

ہیں دیدہ و دل اشرفی زار کے حاضر
آ جا مری آنکھوں میں سما جا مرے دل میں

سن سن کے حالِ حشر کا تھرّائے جاتے ہیں
محبوبِ کبریا ہمیں بخشائے جاتے ہیں
مرقد میں سوزِ دل سے پکارا جو یا رسول
چھوٹا مدینہ بختِ زبوں لایا ہند میں

اعمال اپنے دیکھ کے گھبرائے جاتے ہیں
ہم اپنے فعلِ زشت سے شرمائے جاتے ہیں
منکر نکیر بولے وہ خود آئے جاتے ہیں
لو ہم میں پھر نشانِ جنوں پائے جاتے ہیں

گذریں گے جب فراق کے دن وصل ہے مدام
اے اشرفی تجھے یہی سمجھائے جاتے ہیں

اپنے رنگ و بُو کے عاشق سوقِ ہر گلزار ہمیں ہیں
گُل بھی ہمیں گلشن بھی ہمیں ہیں نالۂ بلبل زار ہمیں ہیں

کفر کہاں اسلام کدھر ہے گبر و مسلماں کہتے ہیں کسکو
کعبہ ہمیں ہیں دیر ہمیں ہیں تسبیح و زنار ہمیں ہیں

مسجد و میخانہ میں ہمکو دیکھ کے ناداں کیا جانینگے
رند خراباتی بھی ہمیں ہیں واعظ خوش گفتار ہمیں ہیں

اپنے میں پائی ساری خدائی سب کچھ اپنا مظہر دیکھا
عرش ہمیں کرسی بھی ہمیں ہیں خلد ہمیں ہیں نار ہمیں ہیں

کافر ہو جو غیر کو سمجھے اشرفی واشرف ہیں واحد
کثرت میں ہے جلوۂ وحدت ہر صورت میں یار ہمیں ہیں

ہم اپنے باغ طبیعت سے گُل کھلاتے ہیں
ہزار نغمۂ بلبل زباں پہ لاتے ہیں

جو اپنا زور طبیعت کبھی دکھاتے ہیں
تو ہر طرف سے صدا مرحبا کی پاتے ہیں

یہ کیا خوشی ہے کہ پھُولے نہیں سماتے ہیں
یہ کس نوید پہ ہم کِھل کھلائے جاتے ہیں

یہ لُولیانِ فلک کیوں فلک پہ ہیں رقصاں
یہ کیوں نجوم کھڑے مشعلیں دکھاتے ہیں

جہاں میں کون سلیماں شکوہ آتا ہے
کہ مورچوں میں صدا اُدخُلُو کی پاتے ہیں

یہ کس کے رُعب و جلالت سے آج زیر زمیں
لحد میں رستم و سہراب تھرتھراتے ہیں

پڑا یہ زلزلہ کسرے کے قصر میں کیونکر
شکستگی کے اثر کنگرے دکھاتے ہیں

یہ کس نے ڈھنگ سکھایا خدا پرستی کا
بُتانِ دہر جو سجدے میں سر جھکاتے ہیں

خبر یہ کس کی ولادت کی ہو رہی ہے بلند
ملک فلک سے بشارت سنانے آتے ہیں

نشان سبز کئے نصب سقف کعبہ پر
یہ جبرئیل بشارت کھڑے سُناتے ہیں

محمدؐ عربی خاتم رُسل شہِ دیں
قریب ہے کہ وہ تشریف یاں پہ لاتے ہیں

سُناتے جن کی بشارت تھے انبیائے سلف
وہ شاہ کون و مکاں اس جہاں میں آتے ہیں

نہ کیوں زمین کرے ناز عرش اعلیٰ پر
حبیب حق کے قدم اُسکے سر پہ آتے ہیں

ہیں تیرے جوشِ طبیعت کے اشرفی قرباں
بیاں کے وقت یہ مضموں کہاں سے آتے ہیں

محبوبِ[۱] کبریا کے قدم آج آئے ہیں
رشکِ جہاں ہمارے مکاں کو بنائے ہیں

کلبے میں ہم غریبوں کے تشریف لائے ہیں
سوتے ہوئے نصیب ہمارے جگائے ہیں

آنکھوں میں روئے پاک کے جلوے سمائے ہیں
صورت کا دل میں آپ کی نقشہ جمائے ہیں

اب تو جمال اپنا دکھا دیجئے حضور
عشاق دور دور سے مشتاق آئے ہیں

اب کیا کروں کہ دل میں نہیں تابِ ضبط کی
بے انتہا فراق کے صدمے اٹھائے ہیں

کیا دھوم مچ رہی ہے درود و سلام کی
صلِّ علیٰ ملک بھی یہاں سر جھکائے ہیں

قسمت کو اپنی ناز ہے اللہ رے میں کہ وہ
بخشش کا ہم غریبوں کے بیڑا اٹھائے ہیں

جسکا لقب سراج منیرا ہے دہر میں
سو جاں سے ہم انہیں کیطرف لو لگائے ہیں

اے اشرفی مدینے میں مدفون ہوں اگر
سمجھیں یہ ہم کہ خلد میں مسکن بنائے ہیں

در[۲] محبوب پر جو کوئی جا پہنچا مدینے میں
کھلی آنکھوں سے دیکھا خلد کا نقشہ مدینے میں

نہ کلفت رہ گئی دل میں نہ کچھ حسرت رہی باقی
نظر آیا جو شہ کا گنبد خضرا مدینے میں

سنبھالو یا رسول اللہ دل بیتاب کو میرے
ابھی اسکو نیا سودا ہوا پیدا مدینے میں

ہوئے رخصت جو طیبہ سے خیال آتا ہے یہ دل میں
خدا جانے مقدر پھر بھی لائیگا مدینے میں

گدایانِ درِ دولت ہیں مستغنی دو عالم سے
خدا نے کر دیا ہے انکو بے پروا مدینے میں

چمک جائے ستارہ بخت کا اے وستوا سدم
در محبوب پر جب ہو گذر اپنا مدینے میں

---

۱ یہ غزل وقت زیارت موئے مبارک پڑھی جاتی ہے۔ ۲ مقام مدینہ منورہ ماہ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ لکھی گئی ؛

خدا اس خاکدانِ ہند سے طیبہ میں پہنچائے — وہیں موت آئے مدفن بھی بنے اپنا مدینے میں

میں کیوں خواہش کروں اے اشرفی گلزارِ جنّت کی
ہمارے واسطے ہے جنّت الماویٰ مدینے میں

دل کو حسرت ہے مدینے میں پہنچ جاؤں میں — درِ محبوب یا نہیں آنکھوں سے دیکھ آؤں میں
یہ مقدر ہے یہاں بیٹھ کے پچھتاؤں میں — سیکڑوں جائیں چلے راہ میں رک جاؤں میں
مجھ سے پوچھے جو کوئی شورشِ ہجراں کا حال — رو کے بس آبلۂ دل اسے دکھلاؤں میں
الغیاث اے مرے محبوبِ خدا سرورِ دیں — حکم کر دیجئے جلدی سے چلا آؤں میں
اب نہیں تاب کہ میں صبر کروں ہجراں میں — دلِ رنجیدہ کو کس طرح سے سمجھاؤں میں
میرے آقا میرے مولا میری لو جلد خبر — آستانے پہ تو مدفن کی جگہ پاؤں میں

قبر میں اشرفی زار کے پاس آجانا
وہ مکاں تنگ ہے وحشت سے نہ گھبراؤں میں

جان و دل سے ہوں میں فدائے حسینؓ[لے] — ہر اسینہ بنا ہے جائے حسینؓ
جائے مرقد ہو کربلائے حسینؓ — ہو دمِ آخری صدائے حسینؓ
موت بھی میرے واسطے ہے زیست — زندگی ہے مری ولائے حسینؓ
ہوں فقیرِ درِ شہِ شہدا — یارو مجھ کو کہو گدائے حسینؓ
عارف و کامل و ولی ہے وہی — جو کہ دل سے ہے مبتلائے حسینؓ
ناز ہے اسکو بادشاہی پر — جو ہے سو جان سے گدائے حسینؓ
اپنے خدام کو جناں کی طرف — چاہے وہ تو رخ سے کھینچ لائے حسینؓ
ہند سے کربلا نہ آ سکتا — مجھ پہ ہوتی نہ گر عطائے حسینؓ

لے یہ اشعار بوقتِ حاضری دربارِ کربلائے معلّٰے عرض کئے گئے ۱۲

مَیں یہ سمجھوں دِل اپنا کعبہ بنا
مرے دِل میں جو گھر بنائے حسینؑ

نظرِ لُطف سے اگر دیکھے
دم میں اکمل مجھے بنائے حسینؑ

دولتِ لازوال میں سمجھوں
ہاتھ آئے جو خاکپائے حسینؑ

کربلا چل کے کیا زیارت ہو
گر نہ اپنی کشش دکھائے حسینؑ

جسکو دُنیا میں کہتے ہیں جنّت
وہ یہی جا ہے کربلائے حسینؑ

یا الٰہی نصیب ہو مجھ کو
حشر میں سایۂ لوائے حسینؑ

ہوگا کافی نجات اُمّت کو
کل قیامت میں خونبہائے حسینؑ

لُٹتی ہے یاں پہ دولتِ دارین
طالبو ہے یہ خاص جائے حسینؑ

اُنکی توصیف مَیں لکھوں کیونکر
جب ثناخواں ہو خود خدائے حسینؑ

سُورۂ دہر پڑھ کے قرآں میں
دیکھ لو مدحت و ثنائے حسینؑ

اُنکے حق میں ہے آیۂ تطہیر
ہے سحابِ کرم ردائے حسینؑ

مصطفٰےؐ کاندھے پر چڑھاتے تھے
دوشِ محبوبِ حق تھے جائے حسینؑ

ظالموں نے نہ قدر کی اُن کی
کیا کہوں تم سے ماجرائے حسینؑ

آیا ہوں تیرے در پہ[1] مَیں اے شاہ علاء الحق والدیں
کر دے دِلِ نالاں کی تسکیں اے شاہ علاء الحق والدیں

ہو نورِ نگاہِ سراج الدینؒ فرزندِ نظامؒ و فریدالدینؒ
گل گلشنِ قطبؒ و معینُ الدیںؒ اے شاہ علاء الحق والدیں

اے مرشدِ اشرف سمنانی ہو مظہرِ شانِ رحمانی
کر دو مجھے فقر میں با تمکیں اے شاہ علاء الحق والدیں

دل میں نہ رہے کلفت جیلا مسرور چاہوں اس در سے شہا
مَیں ہوں مغموم و زار و حزیں اے شاہ علاء الحق والدیں

[1] بعد زیارت آستانہ حضرت شاہ علاء الحق والدین پنڈوی گنج نبات قدس سرّہٗ عرض کیا گیا۔

اشرف کے در پہ آیا ہوں لاکھوں ہی تمنا لایا ہوں / ملتا ہو تری چوکھٹ پہ جبیں اے شاہ علاء الحق والدیں

رہ فقر میں مجھ ثابت قدمی کر مجھ پہ نگاہ لطف و کرم / بن جاؤں سزاوار تحسیں اے شاہ علاء الحق والدیں

میں سگانِ دنیا سے بے غم بیٹھوں کہیں گوشہ نشیں ہو کر / نہ سنوں میں کسی کی ہاں و نہیں اے شاہ علاء الحق والدیں

دامانِ مراد مرا بھر دے ہوں خادم موروثی تیرا / میرے داتا میرے سائیں اے شاہ علاء الحق والدین

جو مانگونگا سو پاؤنگا محروم یہاں سے نہ جاؤنگا / دلمیں ہے میرے اسکا یقیں اے شاہ علاء الحق والدین

اے خدام درگاہ علا مری عرض تمنا سن لیجے ذرا / سب لوگ کہیں آمیں آمیں اے شاہ علاء الحق والدیں

حاضر ہے اب درِ دولت پر پھیلائے ہوئے دامان طلب
بیچارہ اشرفی مسکیں اے شاہ علاء الحق والدیں

خاک صحرا کی اُڑاؤنگا مجھے جانے دو / کوئی دم اس دل بیتاب کو بہلانے دو

سیر گلشن نہیں بے یار کے مجھ کو بھاتی / اے رقیبو مرے گلرو کو اِدھر آنے دو

قیس لیلیٰ پہ ہوا شیفتہ اور تم پر ہم / ہونگے مشہور زمانے میں یہ افسانے دو

جھکیں زلفیں رُخِ تاباں کی بلا لینے کو / ہو بہو جیسے گریں شمع پہ پروانے دو

نہ پریشاں کرو اے بادِ صبا کے جھونکو / دوش پر کاکل خمدار کو بل کھانے دو

جب سے آئے ہیں ترے نرگس مخمور نظر / چھلکے جاتے ہیں مری آنکھوں کے پیمانے دو

جان ہی پر جو بنے گی تو بنے کیا غم ہے
اشرفی ناز و کرشمہ اُسے دِکھلانے دو

اب[۱] مدینے میں بلالو مرے آقا مجھ کو / حد سے افزوں ہے زیارت کی تمنا مجھ کو

۱ یہ غزل بتاریخ ششم رمضان المبارک بحالت بیماری فرزند عزیز محمد یوسف فقیہ بغداد شریف میں لکھی گئی۔ ۷ رمضان کو وہ تندرست ہو گئے۔ ۸ رمضان کو سوار ہو گئے۔ ۱۲ منہ مدظلہ

اے صبا ہو کسی صورت سے رسائی میری
تو ہی پہنچا دے اڑا کر سوئے طیبہ مجھ کو

ہند سے میں تو چلا راہ میں یوں آ کے رکا
جس سے مشکل ہوا دربار میں آنا مجھ کو

جلد امداد کر اے شاہ مدینہ میری
اپنے در پر کسی عنوان سے بلوا مجھ کو

منتشر ہے دل مضطر نہیں کچھ بس میرا
سخت مشکل ہے مدینے میں پہنچنا مجھ کو

آرزو ہے کہ حضوری میں پہنچ جاؤں میں
نہ رہے صدمۂ دوری مرے آقا مجھ کو

صدقہ حسنینؑ کا زہراؑ و علیؑ کا صدقہ
آستانے پہ بلا لو شہ والا مجھ کو

اشرفی کی یہ تمنا ہے بصد عجز و نیاز
اے خدا اب در محبوب پہ پہنچا مجھ کو

جس کے آغوش میں وہ یار نہ ہو
ہائے کسطرح بے قرار نہ ہو

کیوں مرے دل کو انتشار نہ ہو
پاس جب کوئی غمگسار نہ ہو

گرم آہوں سے شعلے اٹھتے ہیں
دل کہیں آج داغ دار نہ ہو

کہوں سر نفخت فیہ ابھی
واعظا تجھ کو ناگوار نہ ہو

جوش وحشت کہاں اٹھا لایا
یار کے گھر مری پکار نہ ہو

نہ کرو شور بلبلو اتنا
کہیں اس گل کو ناگوار نہ ہو

نحن اقرب سنا کے کہتا ہے
میرے عاشق تو بیقرار نہ ہو

خاک پر تو ہماری آؤ کبھی
طبع نازک میں گر غبار نہ ہو

مے رنگیں ملے تو لے ساقی
بخدا نقد جاں سے عار نہ ہو

درد دل ہم چھپا سکیں لیکن
چشم گریاں جو اشکبار نہ ہو

ہے یہی اشرفی کے دل کی مراد
راز جانانہ آشکار نہ ہو

چشمِ جاناں ہے شبیہ چشمِ آہو ہو بہو
مست ہوگا ایک عالم مثلِ آہوئے ختن
عشق سرو قد جاناں میں ہے عاشق کا یہ رنگ
قتل کا گر ہے ارادہ دیر کیوں کرتے ہیں آپ

عنبریں ہیں کاکلِ شبرنگ کے مو مو بمو
اے صبا مت کر پریشاں لٹیے گیسو سو بسو
کر رہا ہے فاختہ کی مثل کو کو تو بہ کو
دیکھئے موجود ہے یہ تیغ ابرو رو برو

اشرفی اللہ بچے اِن بتوں کے ظلم سے
آنکھ دکھلانے ہی میں کرتے ہیں جادو دو بدو

رشکِ غلمان و حور ہو کہہ دو
یوں بظاہر جدا رہو تو رہو
بے سبب ہم سے کیوں بگڑتے ہو
تم سے شکوہ نہیں تو کس سے کریں
میرے آنے ہی سے جو نفرت ہو
لن ترانی مجھے سُنانا کیا

کس کے دِل کے سرور ہو کہہ دو
کیوں مِرے دِل سے دور ہو کہہ دو
جو ہمارا قصور ہو کہہ دو
تم ہمارے حضور ہو کہہ دو
جاؤ نظروں سے دور ہو کہہ دو
گر تمہیں شمع طور ہو کہہ دو

اشرفی کیوں ہوئے ہو تم بیتاب
عشق میں کس کے چور ہو کہہ دو

جہاں میں ہے بڑا شہرہ ولایت ہو تو ایسی ہو
شہ سمناں تھے پہلے پھر ہوئے کونین کے سرور
جہاں جس نے مدد چاہی ہیں مشکل ہوئی آساں
مریدوں کی قیامت میں رہائی نار دوزخ سے
علم تیری جہانگیری کا ہر جا سایہ گستر ہے

ملایا حق سے لاکھوں کو ہدایت ہو تو ایسی ہو
ہدایت ہو تو ایسی ہو نہایت ہو تو ایسی ہو
غلاموں پر جو آقا کی عنایت ہو تو ایسی ہو
کریگی اشرف سمناں حمایت ہو تو ایسی ہو
شہنشاہی کی خاطر شان آیت ہو تو ایسی ہو

تمہارے عشق کا قصہ کوئی عشاق سے پوچھے ۔۔۔ تڑپ جاتا ہے دل سنکر حکایت ہو تو ایسی ہو

شہ سمناں کی مدحت سے نوید مغفرت پائی
سخن کی اشرفی خستہ غایت ہو تو ایسی ہو

سلسلہ جب سے ہے اس زلف گرہ گیر کیساتھ ۔۔۔ دل کو اک لاگ سی ہے حلقۂ زنجیر کے ساتھ
خم ابرو کے اشاروں میں چڑھے ہیں تیور ۔۔۔ آپ خنجر بھی لگا لائے ہیں شمشیر کے ساتھ
میت عاشق رسوا ہے سر راہ پڑی ۔۔۔ دفن کر دیجئے صاحب اسے توقیر کے ساتھ
مفت میں جان گنوائی ہے غم ہجراں میں ۔۔۔ کام ڈالے نہ خدا اس بت بے پیر کے ساتھ

حق سے کرتا ہے دعا اشرفی خستہ مدام
حشر کے روز اٹھوں حضرت شبیرؑ کے ساتھ

بھرا ہے الفت حیدرؑ سے سینہ ۔۔۔ نہیں سینہ نجف کا ہے نگینہ
نمایاں یاں بھی شان احمدی ہے ۔۔۔ نجف کو بھی سمجھتا ہوں مدینہ
بنا کر اس کو نقاش ازل نے ۔۔۔ نہ کھینچی ایسی تصویر حسینہ
یہ ہے معمور فیض انبیا سے ۔۔۔ مرا سینہ ہے تابوت سکینہ
مجازی عشق سب کہتے ہیں جسکو ۔۔۔ یہی بام حقیقت کا ہے زینہ
نہ ہوگا غرق وہ بحر الم میں ۔۔۔ جو سمجھے آل احمدؐ کو سفینہ

تڑپتا ہے بشوق وصل شاہا
تمہارا اشرفی بندہ کمینہ

رخ پر نور سے جب کاکل مشکیں اٹھائینگے ۔۔۔ برہمن توڑ کر زنار کو ایمان لائینگے
تماشا ہوگا وہ جسدن نقاب رخ اٹھائینگے ۔۔۔ نمود حشر ہوگی ایک عالم کو جلائینگے

لب جاں بخش کو گر بھول کر بھی وہ ہلائینگے
مسیحائی کرینگے سینکڑوں مُردے جلائینگے

خمِ ابرو کو محرابِ حرم سمجھے ہیں مدت سے
زیارت کرنے ہم کعبہ کی بتخانے میں جائینگے

شہید کربلا ہے ناز سے ہوگی ہمیں خجلت
کبھی تیرِ نگہ سے ہم اگر پہلو بچائینگے

کریں کیا جام مے کی التجا بادہ فروشوں سے
مرادیں اپنے دل کی ساقی کوثر سے پائینگے

رہے گر زندگی اے اشرفیؔ تھوڑے زمانے میں
درِ اشرف پر جا کر اپنا مسکن ہم بنائینگے

کوئے جاناں میں ہوئے چاک گریباں کتنے
جان پر کھیل گئے عاشق بیجاں کتنے

طے کئے عشق کی منزل میں بیاباں کتنے
میرے تلووں میں چبھے خارِ مغیلاں کتنے

سیر گلشن کا ذرا قصد نہ کیجے للہ
صید ہو جائینگے وہ مرغِ خوش الحاں کتنے

منزلِ عشق کی ابتک نہیں طے ہوتی راہ
اے جنوں تو نے دکھائے ہیں بیاباں کتنے

کٹ گئی وصل کی شب اور نہ حسرت نکلی
رہے باقی دلِ رنجیدہ میں ارماں کتنے

بت کافر سے مرے اپنی لڑا کر آنکھیں
گبر جا جا کے بنے صاحبِ ایماں کتنے

اشرفیؔ کو جو سنا دے خبر کوچۂ یار
اے صبا ہم پہ رہینگے ترے احساں کتنے

میں ہوں تیرا دیوانہ اے سید جیلانی
ایک جلوہ دکھا جانا اے سید جیلانی

بلوا کے حضوری میں میخانۂ وحدت سے
بھر دے مرا پیمانہ اے سید جیلانی

ہے شمع تجلی کا جلوہ رخِ روشن پر
عالم ترا پروانہ اے سید جیلانی

اعجاز و کرامت کا شاہا ترے ۔ عالم میں
مشہور ہے افسانہ اے سید جیلانی

ہاں چشمِ فلک نے بھی دیکھی نہ کبھی ہوگی
شوکت وہ ہے شاہانہ اے سید جیلانی

جب نزع کی شدت ہو اور جان پہ ہو صدمہ | اُسوقت ہیں آجاتا آئے سید جیلانی

کرتا ہے کھڑا تنہا آسیا اشرفی بیخود
یہ نعرۂ مستانہ آئے سید جیلانی

بندہ ہوں میں علیؑ کا مولا مرا علیؑ ہے | والی مرا علیؑ ہے آقا مرا علیؑ ہے
ہمنام ہے خدا کا محبوب مصطفےٰ کا | باشان کبریائی نامِ خدا علیؑ ہے
محبوبِ حق کا پیارا سلطان مسند آرا | وہ مرتضیٰ علیؑ ہے وہ مرتضیٰ علیؑ ہے
غواص بحرِ عرفاں وہ خضر راہِ ایماں | حق سے ملانے والا ہادی مرا علیؑ ہے
وہ ہادی شریعت وہ سالکِ طریقت | وہ واقفِ حقیقت نور الہدیٰ علیؑ ہے
چاہو جو سرِّ عرفاں پکڑو علیؑ کا داماں | بابِ علوم نبوی نجم الہدیٰ علیؑ ہے
دیدِ علیؑ عبادت ذکرِ علیؑ عبادت | کیا شان ہے علیؑ کی کیا مرتضیٰ علیؑ ہے
اقطاب و غوثِ عالم در کے گدا ہیں جسکے | وہ شاہِ کشورِ دیں صدر العلیٰ علیؑ ہے
مضمون تیری شک سے یہ راز سمجھے جاتا | خود شانِ مصطفائی صلِّ علیٰ علیؑ ہے
سیّاف و شاہِ صفدر وہ حامیٔ پیمبر | ہر جنگ میں دلاور شیرِ خدا علیؑ ہے
اوّل میں بھی علیؑ ہے آخر میں بھی علیؑ ہے | ظاہر میں بھی علیؑ ہے سرِّ خفا علیؑ ہے
مقصودِ ھل اتیٰ کا منسوب انّما کا | مطلوب قُل کفیٰ کا ہاں مرتضیٰ علیؑ ہے
یعسوب دیں علیؑ ہے عین الیقیں علیؑ ہے | حبل المتیں علیؑ ہے معجز نما علیؑ ہے
جو پھر گیا علیؑ سے وہ پھر گیا نبیؐ سے | نفسِ رسولِ اکرم شانِ خدا علیؑ ہے
ڈوبے جہازِ اُمت یہ کب ہو اُسکی ہمت | ہاں ناخدائے اُمت وہ باخدا علیؑ ہے
اوّل سے تا بآخر سوچے تو دل میں سمجھے | لا ابتدا علیؑ ہے لا انتہا علیؑ ہے

کار اہم سے ہمدم ہرگز نہ کیجیے غم
مشکل کشائے عالم دستِ خدا علیؑ ہے

اے رنج و فکر دل سے ہو جلد دور میرے
وہ دستگیر عالم کہف الوریٰ علیؑ ہے

محروم اُن کے در سے سائل نہیں پھرا ہے
کیا باعطا علیؑ ہے کیا باسخا علیؑ ہے

مشکل اڑی ہے کیوں آفت کھڑی ہے کیوں
جب دو جہاں میں اپنا مشکل کشا علیؑ ہے

کہہ دو مخالفوں سے تیغِ جفا نہ کھینچیں
میرا معین و یاور شیرِ خدا علیؑ ہے

کیوں ہوتے ہو یاس و حرماں کیوں ہوے دل پریشاں
دارین میں ہمارا حاجت روا علیؑ ہے

نرغہ میں ظالموں کے پھنسکر بھی اشرفی تو
گھبرائیو نہ دل میں حامی ترا علیؑ ہے

لاکھوں میں یکتا حسن میں تو ہے تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے
کوئی نہیں تجھ سا خوشتر ہے تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے

جس سے چار نظر ہو جائے جان ہی پر اُسکے بن آئے
آنکھوں میں تیری کیا جادو ہے تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے

شام و سحر رہتی ہے کاہش دل میں ہے دیدار کی خواہش
اور نہیں کوئی جستجو ہے تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے

لالہ و نسرین نرگس و ریحاں جلوہ نما ہیں باغ کے اندر
سب میں تیرا ہی رنگ و بو ہے تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے

کاکلِ مشکیں سنبل پیچاں نام کو دو ہیں نہ ہیں واحد
فرق نہیں اسمیں سر مو ہے تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے

دے مئے وحدت بھر کر ساقی جسمیں ہوش بچے نہ باقی
سامنے تیرے جام و سبو ہے تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے

جیسے چاہیں تجھکو پکاریں ہر ڈھب سے تو سن لیتا ہے
ہی ہی ہا ہا یا ہو ہو ہے تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے

رویت تیری رویت حق ہے ناحق کی نق نق بک بک ہے
سچ ہے بجا ہے سب کچھ تو ہے تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے

اشرفِ سمناں جلد خبر لو اشرفی مسکین کی آکر
میری یہ ہر دم گفت و گو ہے تو ہی تو ہی تو ہے

کھب گئی نظر دل میں تیر بے کماں ہے
کسکو جا کے دکھلاؤں زخم بے نشاں ہے

ہمتو جاں کریں قرباں وہ ذرہ مخاطب بھی ہیں
سنگِ آستاں اُنکا عاشقوں کے مشرب میں

خشک مغز زاہد نے ہم کو کر دیا رسوا
گاہ زندہ ہوتے ہیں اور گاہ مرتے ہیں

نقد جاں بھی دے ڈالے جامِ مے کے لینے میں
حالِ ظلمِ معشوقاں جور ہوشاں یہ ہے

قبلۂ دو عالم ہے کعبۂ جہاں یہ ہے
وہ غریب کیا جانے رمزِ عاشقاں یہ ہے

وصل و ہجرِ جاناں میں ماجرا عیاں یہ ہے
جب ہو کاملِ لا ایماں مذہبِ مغاں یہ ہے

سیرِ گلستاں میں ہم یاسمن کو کیا دیکھیں
اشرفی رخِ جاناں غیرتِ جناں ہے یہ

قافلہ جب کوئی طیبہ کو رواں ہوتا ہے
ہائے تقدیر مدینہ سے مجھے کیوں لائی

مدد اے شاہِ عرب قافلہ سالارِ رسل
کسکو ملتا ہے پتا آپ کو پاتا ہے کون

یاد آتا ہے جو وہ روضۂ محبوبِ خدا
آہ کسطرح نہ نکلے دلِ سوزاں سے مرے

دلِ حسرت زدہ سرگرمِ فغاں ہوتا ہے
ہند میں اب مجھے رہنا جو گراں ہوتا ہے

دلِ مضطر مرے پہلو سے رواں ہوتا ہے
وہی پاتا ہے جو بے نام و نشاں ہوتا ہے

دلِ بیتاب کو جوشِ خفقاں ہوتا ہے
آگ ہوتی ہے جہاں بند دھواں ہوتا ہے

اشرفی پیر ہوئے گرچہ بصورت لیکن
دمبدم ولولۂ شوق جواں ہوتا ہے

اپنے آئینۂ دل میں جو صفائی ہوتی
شکلِ محبوب ابھی نظر آئی ہوتی

صدمۂ ہجر ہی میں نہیں جینے کا مزا
اس سے بہتر تھا مجھے موت ہی آئی ہوتی

طمعِ باغِ جناں ہم کو نہ دے اے واعظ
وصلِ محبوب کی تدبیر بتائی ہوتی

اے صبا میں اسی صورت سے مدینے جاتا
ہند سے خاک اگر میری اُڑائی ہوتی

اسقدر اشرفی زار نہ مضطر ہوتا
اپنی صورت اسے للہ دکھاتی ہوتی

دل میں جھلک تمہارے رخ پر ضیا کی ہے
ذرہ میں آفتاب یہ قدرت خدا کی ہے

جسپر نظر پڑی اسے بیتاب کر دیا
جادو ہے سحر ہے تیری چتون بلا کی ہے

تم ہم سے کیوں الجھتے ہو زلفیں بکھرنے پہ
میری خطا نہیں ہے یہ شوخی صبا کی ہے

جب سر اپنا آپ نے کیا اپنا کچھ ظہور
جو شکل دیکھی سمجھے یہ صورت خدا کی ہے

اے اشرفی نہ کیوں ہو جہاں تیرا شیفتہ
صورت میں تیری شکل کسی دلربا کی ہے

طائر جاں کے لیے عمدہ نشیمن چاہیے
بہر دفع وحشت دل سیر گلشن چاہیے

کوئی دیکھے گا اگر تجھ کو نظر لگ جائے گی
میرے مژگاں کی ترے فدان چلمن چاہیے

زلف پیچاں کے تصور میں بڑھا جوش جنوں
تیرے وحشی کے لیے زنجیر آہن چاہیے

کیسی کیسی مشکلیں آتی ہیں راہ عشق میں
عاشقی کیواسطے دانائے ہر فن چاہیے

جلوہ جانانہ ہے ہر سو عیاں اے اشرفی
نور باطن دیکھنے کو قلب روشن چاہیے

خوبی و حسن میں یکتا صنم تو ہی تو ہی تو ہے
راز دل عاشق کا محرم تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے

تیرے تیر نگاہ کا زخمی نالہ و آہ کریگا کیونکر
زخم بھی تو ہی تو ہی مرہم تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے

لاکھ چھپا پر چھپ نہیں سکتا عاشق کی نظروں سے پیارے
خوب تجھے پہچان گئے ہم تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے

صورت انساں میں چھپ آیا کس عالم سے جلوہ دکھایا
ہر شے میں ہر آن میں ہر دم تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے

آدم و نوح و خلیل و موسیٰ سب تیرے تعین کے ہیں
غور سے دیکھو دل میں جسم میں تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے

شکل عرب میں ہو کر ظاہر نام محمدؐ اپنا بنایا — صلی اللہ علیہ وسلم تو ہی تو ہی تو ہے

غوث جیلاں اشرف سمناں آئینہ رخسار ہیں تیرے
اشرفی مسکیں ہیں ہمدم تو ہی تو ہی تو ہی تو ہے

تیرے میکدے میں ساقی یہی دل کی آرزو تھی — کہ ملے وہ جام رنگیں مجھے جس کی جستجو تھی
جو گلی میں تیری ہوتا میں ذلیل و خوار ہوا — مجھے عار کچھ نہ آتی مری اس میں آبرو تھی
مرے دل میں تیری صورت نے جمایا ایسا نقشہ — کہ جدھر نظر اٹھائی تیری شکل روبرو تھی
تیرے دھیان میں ہم ایسے ہوئے بے خبر کہ اصلا — نہ رہا خیال اپنا نہ کہیں خودی کی بو تھی
میں ترے فدا تصور کہ دکھائی اس کی صورت — مجھے جس کی جستجو تھی مجھے جس کی آرزو تھی
کیا کس نے کل رقیبوں سے بیاں ہمارا شکوہ — پس پردہ سن رہے تھے جو تمہاری گفتگو تھی

وہ جمال بے مثالی جو نہی اشرفی نے دیکھا
ہوا ایسا بیخودی میں کہ رواں صدائے ہو تھی

ولائے شیخ عین عشق حق ہے — یہی اول مریدوں کا سبق ہے
ملاتا ہے رسول اللہ سے شیخ — تمامی جسم جن کا نور حق ہے
رہے باقی نہ آگے شیخ و مرسل — یہاں کچھ راز پنہاں حق بحق ہے
لگی ہے آگ سینے میں یہ کیسی — جگر جلتا ہے دل پہلو میں شق ہے

نہیں کچھ اشرفی کے دل میں سودا
تمہارا ہی اسے ہر دم قلق ہے

میرے دلمیں سمایا تو ہے — کوئی تجھ سا نہیں خوشرو ہے
آنکھ ملا کے دل کو چھینا — تیری نظروں میں جادو ہے

فِی اَنْفُسِکُم سے ہم نے جانا ۔۔۔ جو کچھ ہے وہ اللہ ہُو ہے
قول منصور اب ہے لب پر ۔۔۔ دل پہ نہیں مجھ کو قابو ہے

اَنَا اشرف جب بولا اشرفیؔ
پھر اب کس کی جُستجُو ہے

مجھے جلد مدینے بلا لے مرے کالی کملیا والے ۔۔۔ مجھے قید الم سے چھڑا لے مرے کالی کملیا والے
تری زُلف کا دھیان جو آیا نیا سودا سر میں سمایا ۔۔۔ لگے سینہ پہ لوٹنے کالے مرے کالی کملیا والے
ذرا ترچھی چتون جو کھلائے عشق سے مست بنا جا ۔۔۔ ہو جائیں ہم متوالے مرے کالی کملیا والے
مرے طائرِ دل کو پھنسا لے نئے ڈھنگ کا دام بنایا ۔۔۔ ترے گیسو گھونگر والے مرے کالی کملیا والے
کیوں ہند میں لوٹ کے آئے طیبہ ہی میں رہنے نہ پائے ۔۔۔ پڑے جان کے اپنی لالے مرے کالی کملیا والے
رخ بد مثال پہ اپنے اُسی شمع جمال پہ اپنے ۔۔۔ پروانہ سا ہم کو بنا لے مرے کالی کملیا والے

ترا اشرفیؔ بے ساماں ہُوا پھرتے پھرتے پریشاں
اسے اِس گردش سے بچا لے مرے کالی کملیا والے

کھڑا ہوں مشکلکشا[1] کے در پر کہ میری مشکلکشائی کیجے ۔۔۔ اسیر ہوں دامِ نفس میں حضور جلدی رہائی کیجے
مسیح مُردوں کو تھے جلاتے مگر دل مردہ کو ہمارے ۔۔۔ حضور فرما کے قُم جلا کر ظہور شانِ خدائی کیجے
ہُوا ہوں جس آرزو سے حاضر جناب پہ ہے وہ بات ظاہر ۔۔۔ یہی ہے مقصود عرض شاہا کہ میری حاجت روائی کیجے
غبار سے رنگ سے بھرا ہے مجھے نہیں کچھ بھی سُوجھتا ہے ۔۔۔ شہا مرے دل کے آئینہ کی کرم سے اپنے صفائی کیجے
ہیں آپ باب علُوم احمد عطا کریں مجھ کو علم عرفاں ۔۔۔ اُٹھا کے پردہ دُوئی کا دل سے مری خدا تک رسائی کیجے
غلام ہندی ہوں بے سلیقہ کروں میں کس طرح عرض حاجت ۔۔۔ ادب یہ کہتا ہے ہاں سمجھ کر کبھی نہ ہرزہ درائی کیجے

لہ [1] یہ اشعار بعد زیارت مزار فائز الانوار حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ماہ شعبان میں کہے گئے۔

پھرے زمانہ میں چار سو ہم نہ پایا مقصود تو آخر
کہا یہ دل نے درِ علیؑ پر تو چل کے مدحت سرائی کیجیے

جنابِ آقا جنابِ مولا جنابِ عالی جنابِ اعلیٰ
نگاہِ لطف و کرم سے اپنی ہماری عقدہ کشائی کیجیے

نصیب سے مشہدِ مقدس خدا نے ان آنکھوں سے دکھایا
جھکائیے سر ہے بابِ جنت یہیں پہ اب جبہ سائی کیجیے

بغیر حبِ علیؑ ہے مشکل کہ ہو کسی کو کمال حاصل
ہزار ہو زہد و تقویٰ ہمیشہ گو پارسائی کیجیے

کہوں میں کیا اشرفی کہ مجھ سا ہوگا کوئی ذلیل رسوا
درِ علیؑ پہ یہ جوش آیا کہ آج کچھ خود ستائی کیجیے

شاہِ[۱] باعز و شاں حسنؑ بصری
آسمان آستاں حسنؑ بصری

مرشدِ مرشداں حسنؑ بصری
خواجۂ خواجگاں حسنؑ بصری

خاکِ بصرہ نہ کیوں ہو کحلِ بصر
جلوہ گر ہے یہاں حسنؑ بصری

اہلِ بصیرت ہیں تیرے زیرِ قدم
کیا شرف ہو بیاں حسنؑ بصری

مرشدِ سالکانِ راہِ ہدیٰ
ہادیٔ گمرہاں حسنؑ بصری

فقر جاری ہے اُنسے عالم میں
رہبرِ عارفاں حسنؑ بصری

اِن میں ظاہر ہے شانِ تقویٰ
ہیں علیؑ کے نشاں حسن بصری

شاہدِ خلوتِ جمالِ ازل
دلبرِ عاشقاں حسنؑ بصری

نائبِ خاصِ مرتضیٰ ہیں یہی
مقتدائے جہاں حسنؑ بصری

چاردہ[۱۴] خانوادوں میں دیکھا
فیض تیرا عیاں حسنؑ بصری

کشتی پہونچیگی اُس کی ساحل پر
جس کے ہوں بادباں حسنؑ بصری

کیوں نہوں سرِّ حق عیاں مجھ پر
دل میں ہیں جب نہاں حسنؑ بصری

[۱] بوقت حاضری بصرہ در شان حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کردہ شد۔

اشرفیؔ کے لئے ہے عالم میں
بحرِ فیض رواں حسنِ بصری

مدنی برقع وہ چہرے سے اٹھائیں تو سہی
ہم کو آئینہ سا حیران بنائیں تو سہی

نقشِ چہرۂ زیبا میں جما لوں دل میں
خواب ہی میں رخِ پرنور دکھائیں تو سہی

میں یہ کہتا ہوں مدینہ سے نہ پھر آؤں گا
کسی ڈھب سے مجھے واں تک وہ بلائیں تو سہی

اُن کے دیدار سے حاصل ہے حیاتِ ابدی
ملک الموت مری جاں گنوائیں تو سہی

زاہدوں کو نہ رہے پھر ہوسِ خلدِ بریں
کوئے محبوبِ خدا دیکھ کے آئیں تو سہی

دیکھئے دستِ طلب تنگ دکھاتا ہے کیا
آپ مجھ سے رخِ پرنور چھپائیں تو سہی

اشرفیؔ جن کو ملی لذتِ دیدارِ حبیب
خنجرِ عشق سے وہ جان بچائیں تو سہی

یا الٰہی[1] درِ احمد پہ اجل آئے مری
آرزوئے دلِ حسرت زدہ بر آئے مری

آپ کے عشق میں یہ جان جو کام آئے مری
آن کی آن میں بگڑی ہوئی بن جائے مری

اے شہِ ہر دو سرا فخر ہو مرنے پہ مجھے
آپ کے کوچہ میں گر جان نکل جائے مری

جیتے جی شاق ہے طیبہ سے نکلنا مجھ کو
اب جو آؤں تو مرے ساتھ ہی موت آئے مری

پیچھے پھر پھر کے مدینے کی طرف دیکھتا ہوں
دیکھئے کب مجھے تقدیر یہاں لائے مری

یہ تمنا ہے کہ حاصل ہو حضوری مجھ کو
ان کے دربار میں عرضی کوئی پہنچائے مری

اشرفیؔ کیوں نہ ہو وہ میری طرح سے بیتاب
دردِ دل کی جو کہانی کوئی سن جائے مری

[1] یہ غزل قریب زمانۂ رخصت ماہ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ مدینہ منورہ میں لکھی گئی۔

شہ عقدہ کشا ہو شاہ محی الدین جیلانی
مرے حاجت روا ہو شاہ محی الدینؒ جیلانی

تمہاری ذات والا سے ہوئی شانِ خدا ظاہر
سراپا حق نما ہو شاہ محی الدینؒ جیلانی

نبیؐ کی شکل ظاہر میں علیؑ کی شکل باطن میں
کہوں میں تم کو کیا ہو شاہ محی الدینؒ جیلانی

ہزاروں کی ہوئی حاجت روائی فیضِ اقدس سے
عجب معجز نما ہو شاہ محی الدینؒ جیلانی

چھپانا اشرفی کو سایۂ دامانِ رحمت میں
قیامت جب بپا ہو شاہ محی الدینؒ جیلانی

بندہ ہوں ترے در کا اے سیّدِ جیلانی
کہلاتا ہوں میں تیرا اے سیّد جیلانی

ہے سلسلۂ الفت اس زلفِ مسلسل سے
سر میں ہے ترا سودا اے سیّد جیلانی

تیرے رخِ زیبا پر میرا دل دیوانہ
سو جان سے ہے شیدا اے سیّد جیلانی

اس عز و کرامت کا اس شان جلالت کا
عالم میں نہیں تجھ سا اے سیّد جیلانی

مشتاق زیارت ہے یہ اشرفی بیدل
بغداد اسے بلوا اے سیّدِ جیلانی

کدھر میں ڈھونڈنے جاؤں مرے سلطان سمنانی
میں تم کو کس طرح پاؤں مرے سلطانِ سمنانی

تمہاری صورت زیبا سمائی ہے نگاہوں میں
فدا سو جاں سے ہو جاؤں مرے سلطان سمنانی

تمنا ہے یہی دل کی جو تم کو اک نظر دیکھوں
دل و جاں نذر کو لاؤں مرے سلطان سمنانی

سگِ دربارِ عالی ہو کے پھر کیا آرزو رکھوں
کدھر میں دربدر جاؤں مرے سلطان سمنانی

جنونِ عشق سے بیتاب رہتا ہے دلِ مضطر
کہاں میں اس کو بہلاؤں مرے سلطانِ سمنانی

درِ اقدس پہ آ کر اشرفی یہ عرض کرتا ہے
یہیں مدفن کی جا پاؤں مرے سلطان سمنانی

ستاتی ہے تری دوری مرے محبوب یزدانی
دکھا دے جلوۂ نوری مرے محبوب یزدانی

یہی بس عرض حاجت ہے رہوں ہر دم حضوری میں
سُنا دے حکمِ منظوری مرے محبوب یزدانی

گیا قابو سے دل اپنا تمہارے دردِ فرقت میں
ہوئی ہے سخت مجبوری مرے محبوب یزدانی

خدا وہ دن بھی دکھلائے حجابِ ہجر اُٹھ جائے
یہ حسرت دل کی ہو پوری مرے محبوب یزدانی

لگا لو اشرفیؔ کو سینۂ پُر نور سے اپنے
بھُلا دو رنج مہجوری مرے محبوب یزدانی

حضورِ دل سے اب کرتا ہوں میں جسکی ثنا خوانی
ولیٔ حق ہو وہ سلطان اشرف شاہ سمنانی

درِ دولت پہ آ جائے مرادیں دل کی پا جائے
جسے دَورِ فلک نے کچھ دکھائی ہو پریشانی

جہانگیر ولی کی شانِ عالی کوئی کیا جانے
خطاب اللہ نے بخشا اُسے محبوب یزدانی

بتِ سنگیں پہ جا کر جب ہوئے تھے گلخنی عاشق
نگاہِ پاک سے اُس میں سمائی رُوحِ انسانی

کیا زندہ زنِ لاچین کے فرزند مردہ کو
ہوئے مشہور عالم میں بنامِ عیسیٔ ثانی

دل آلودۂ عصیاں جو مائل اُسکی جانب ہو
فنا ہو اُس کی ظلمت جلوہ گر ہو نورِ ایمانی

بیاضِ مصحفِ رُخ کو جو اُنکے اِک نظر دیکھوں
تو مجھ پر صاف کھل جائیں تمام اسرارِ قرآنی

له جامع مسجد شہر دمشق میں حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر کے سامنے ایک عورت ترک لاچین سے اپنے فرزند نوجوان مُردہ کی لاش لائی۔ اور رو رو کر عرض کرنے لگی کہ دُعا کیجئے کہ زندہ ہو جائے۔ آپنے فرمایا کہ یہ معجزہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہے مجھ سے کیونکر ہو سکتا ہے۔ عورت نے رو کر عرض کیا کہ اولیاء امت محمدی کیا حضرت عیسیٰ سے کم ہیں اسکی گریہ وزاری پر حضرت مخدوم کی حالت متغیر ہوئی اور پُرجوش ہو کر فرمایا کہ اُٹھ اللہ کے حکم سے تیری ماں مرتی ہے بفضلہ تعالیٰ وہ زندہ ہو گیا۔ اُسکی ماں سے ارشاد فرمایا کہ اِس کی حیات ختم ہو چکی۔ میری عمر زیادہ ہے۔ میں اس میں سے بارہ برس عطا کرتا ہوں۔ آج کی تاریخ سے بارہ برس تک زندہ رہے گا ۞ مولانا گلخنی خلیفہ حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر۔ احمد آباد کے بت خانہ میں ایک بت سنگین پر عاشق ہو گئے۔ تین شبانہ روز بے آب و دانہ رہے۔ آخر حضرت مخدوم صاحب کی دُعا سے وہ بت سنگین زندہ ہو گئی۔ اور مولانا کا نکاح اُسکے ساتھ کر دیا گیا ۞ (از لطائف اشرفی)

غلامِ درگہ عالی ہوں کیا کیا ناز کرتا ہوں
کہ میرا بخت یاور ہے میری تقدیر لاثانی

قیاسِ عقل سے کیا کوئی سمجھے انکے رتبے کو
کہ دانایانِ عالم نے کیا اقرار نادانی

مطلع

جمائی دل کے آئینے میں انکی شکل نورانی
ہیں اس آئینہ داری سے بنا اسکندر ثانی

کبھی گر مجھ کو دیکھا گوشۂ چشمِ عنایت سے
تو ہو جائیگی ساری مشکلوں کی دم میں آسانی

ملا کرتے ہیں جب یوں خوان نعمت اندن لاکھوں
کسی کے در پہ کیوں جائے سگِ دربار سلطانی

وہ نور العین زیبِ مسند سجادۂ اشرف
جو تھے فرزند پیر دستگیر غوث صمدانی

شرف کیا ذاتِ عالی کو ملا ہے دونوں نسبت سے
ادھر محبوبِ یزدانی ادھر محبوب سبحانی

اگر یہ مرتضیٰ ثانی تو وہ ہیں مصطفیٰ ثانی
جو یہ سلطان سمنانی تو ہیں وہ شاہ جیلانی

ثنا خوانی اشرف اشرفیؔ کچھ سہل سمجھا ہے
کہاں سے تونے پایا اس قدر زور سخندانی

دیگر

ہند سے چاہنے والے ترے بغداد آئے
جذبۂ شوق میں با نالہ و فریاد آئے

زاہد دیکھے اگر روضۂ شاہ جیلاںؒ
بھول کر بھی تجھے جنت نہ کبھی یاد آئے

آستانے سے اٹھائیگا نہ سر عاشق زار
قتل کرنے کو اگر سامنے جلاد آئے

صدقے اس بندہ نوازی پہ مرے آئے آقا
بندہ بنجائے یہاں گر کوئی آزاد آئے

شرف روضۂ شاہنشہ جیلاں دیکھو
شاد ہو جائے یہاں گر کوئی ناشاد آئے

شانِ محبوبی غوث دو جہاں گر دیکھے
جان شیریں کے فدا کرنے کو فرہاد آئے

اشرفیؔ ہم بھی تجھے صاحب قسمت سمجھیں
تیری مشکل میں اگر غوث کی امداد آئے

بنا ہے اپنا بہشت میں گھر قسیم باغ جناں علی ہے
ہمیں پلائیگا جام کوثر کہ ساقی تشنگاں علی ہے

نہ کیوں ہوں مداح جان و دل سے کہ حامی بیکساں علی ہے
علی ہے مشکلکشائے عالم معین ہر دو جہاں علی ہے

علی ہے افضل علی ہے اکمل علی ہے اجمل علی ہے مولا
علی ہے والی علی ہے والا امام قدسیاں علی ہے

علی ہے منصور اور مظفر جہاد میں ناصر پیمبر
کفیل سلماںؓ معین بوذرؓ توان ہر ناتواں علی ہے

علی عزیز اور علی ہے عزت علی رفیع اور علی ہے رفعت
علی قدیر اور علی ہے قدرت مآل کون و مکاں علی ہے

علی امام اور علی ہے سرور علی معین اور علی ہے یاور
علی ہے ہادی علی ہے رہبر قسیم نار و جناں علی ہے

علی ہے اول علی ہے آخر علی ہے باطن علی ہے ظاہر
علی مطہر علی ہے طاہر نشان دہ بے نشاں علی ہے

علی نصیر اور علی ہے ناصر زباں ہے مدح علی میں قاصر
علی ہے حاضر علی ہے ناظر عجیب باعز و شاں علی ہے

علی علیم اور علی ہے عالم علی حکیم اور علی ہے حاکم
علی سلیم اور علی ہے سالم مدار کون و مکاں علی ہے

علی لطیف اور علی ہے سرور علی ہے سردار اور علی ہے
علی ہے مقبول خاص و عام امام ہر انس و جاں علی ہے

علی نعیم اور علی ہے منعم علی قسیم اور علی ہے قاسم
علی ہے مومن علی ہے مسلم امان ایمانیاں علی ہے

علی سے ہوتی ہیں مشکلیں حل علی سے جاتی ہے ہر بلا ٹل
علی ہے امجد علی ہے افضل ظہیر خستہ جاں علی ہے

علی معظم علی مکرم علی رسول خدا کا ہمدم
علی ہے شان خدا مجسم نبی کا آرام جاں علی ہے

علی صفی اور علی ہے صافی علی وفی اور علی ہے وافی
علی ہے دونوں جہاں میں کافی علی ولی بیگماں علی ہے

علی ہے صوفی علی ولی ہے علی کے حق میں سنبھلی ہے
علی و احمد میں یکدلی ہے امین سر نہاں علی ہے

علی ہی اظہار جز و کل ہے علی مرا ہادی سبل ہے
علی گلستان دیں کا گل ہے بہار باغ جناں علی ہے

علی ولی عہد مصطفےٰ ہے وصی شاہنشہ ہدیٰ ہے
نبی نے من کنت خود کہا ہے رسول کا ہمزباں علی ہے

علی سے تازہ ریاض جاں ہے علی سے مخلوق کو اماں ہے
علی ہے ایجاد کن فکاں ہے مقاصد دو جہاں علی ہے

علی ہے ہمنام کبریا کا علی ہے محبوب مصطفےٰ کا
علی ہے مقصود انما کا خدا کا راز نہاں علی ہے

علیؑ ہے ہمنام کبریا کا علیؑ ہی محبوب مصطفےٰ کا
علیؑ ہے مقصود انّما کا خدا کا رازِ نہاں علیؑ ہے

علیؑ سے قایم ہو باغ ہستی علیؑ سے پھرنے میں ہو گی پستی
علیؑ سے عشاق کو ہو مستی یہ جوش و وجد فغاں علیؑ ہے

پڑے اگر لاکھ ہم پہ مشکل تو حل ہو نامِ علیؑ سے اے دل
نہ ہونا حُبِّ علیؑ سے غافل کہ سب دلوں میں نہاں علیؑ ہے

علیؑ ہے مشکلکشا ہمارا علیؑ ہی کا ہے ہمیں سہارا
علیؑ ہے سلطانِ مسندآرا شہ زمین و زماں علیؑ ہے

کریں سفر بحر و بر میں چاہیں پھریں پہاڑ و زمیں منزلوں ہم
نہ خوف جاں ہے نہ جسم کا غم محافظِ جسم و جاں علیؑ ہے

علیؑ سے ہے اعتقاد ہم کو علیؑ سے ہو گا مفاد ہم کو
ملیگا جام مراد ہم کو کہ خضر تشنگاں علیؑ ہے

علیؑ ہی ہے بازوئے نبوت علیؑ ہی ہے مصدر فتوت
علیؑ ہی ہے مومنوں کی قوت توان روح و روان علیؑ ہے

پڑی ہو گو اشرفی پہ مشکل مگر نہیں منتشر ذرا دل
اُسے ہے اسکا یقین کامل کہ ہر بلا سے اماں علیؑ ہے

مُناجات

اے مرے شاہنشہ ملک دنیٰ
خانہ ہستی کی ہے تم سے بنا
گر نہ کچھ احوال دل میرا سنا
کون پھر دیگا مری بگڑی بنا

یَا رَسُولَ اللہِ اُنْظُرْ حَالَنَا
یَا حَبِیْبَ اللہِ اِسْمَعْ قَالَنَا

خواہش دیدار میں بیتاب ہوں
خستہ جاں ہوں بے خور و بے خواب ہوں
اپنے کردار دل سے میں آب آب ہوں
مضطرب بصورت سیماب ہوں

یَا رَسُولَ اللہِ اُنْظُرْ حَالَنَا
یَا حَبِیْبَ اللہِ اِسْمَعْ قَالَنَا

پھر مدینے میں مجھے بلوایئے　　ہند سے سوئے عرب پہنچایئے
جلوۂ نورِ خدا دکھلایئے　　باغِ جنّت کی ہوا کھلوایئے

یا رَسُولَ اللہ اُنْظُرْ حَالَنَا
یَا حَبِیبَ اللہ اِسْمَعْ قَالَنَا

دِل میں اپنے۔ وصل کا ارمان ہے　　آپ پر جی جان سب قربان ہے
آپ کا مدّاح خود رحمٰن ہے　　آپ کی تعریف میں قرآن ہے

یا رَسُولَ اللہ انظر حالنا
یا حبیب اللہ اسمع قالنا

ہوں گناہوں سے میں اپنے منفعل　　سینہ میں ہے آتشِ غم مشتعل
سوچ کر انجام گھبراتا ہے دِل　　سامنے کس طرح آئے یہ خجل

یا رسول اللہ انظر حالنا
یا حبیب اللہ اسمع قالنا

دشمنانِ دیں ہیں غالب آجکل　　ڈالتے ہیں نیک کاموں میں خلل
رات دن ہے شیوۂ کذب و دغل　　آپ چاہیں تو بلا جائے یہ ٹل

یا رسول اللہ انظر حالنا
یا حبیب اللہ اسمع قالنا

فوجِ اعدا ہر طرف سے ہے دواں　　ایک عالم ہے مرا ایذا رساں
ظالموں کے ہاتھ سے دیجے اماں　　اے مددگارِ غریب و بیکساں

یا رسول اللہ انظر حالنا
یا حبیب اللہ اسمع قالنا

ہو مری جب تک بقائے زندگی
دُور ہو سارے گنہ کی گندگی
رات دن ہو مجھ سے حق کی بندگی
تا حضوری میں نہ ہو شرمندگی

یا رسول اللہ انظر حالنا
یا حبیب اللہ اسمع قالنا

نزع میں کلمہ پڑھوں با شد و مد
ہاں ترحم کی نظر ہو تا ابد
سر پہ جو آئے بلا ہو جائے رد
المدد اے سرورِ دیں المدد

یا رسول اللہ انظر حالنا
یا حبیب اللہ اسمع قالنا

خاتمہ دُنیا سے با ایمان ہو
حشر میں اُٹھنا مرا جس آن ہو
قبر کی مشکل مری آسان ہو
ہاتھ میرا آپ کا دامان ہو

یا رسول اللہ انظر حالنا
یا حبیب اللہ اسمع قالنا

حشر کے دن کام آنا یا رسولؐ
روضۂ رضواں دکھانا یا رسول
حق سے ہم کو بخشوانا یا رسولؐ
ساغر کوثر پلانا یا رسولؐ

یا رسول اللہ انظر حالنا
یا حبیب اللہ اسمع قالنا

کس طرح سے ہو گذارا یا رسولؐ
ہے شفاعت کا سہارا یا رسولؐ
کون ہے تم بن ہمارا یا رسول
لو خبر جلدی خدارا یا رسولؐ

یا رسول اللہ انظر حالنا
یا حبیب اللہ اسمع قالنا

التجائے اشرفی کیجے قبول
اے مرے اچھے نبی اچھے رسول
بہر حسنین و علی بہر بتول
مدعائے دل ہمارے ہوں حصول

یا رسول اللہ انظر حالنا
یا حبیب اللہ اسمع قالنا

سلام

یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک

آپ ہیں محبوب عالم
مظہر رحمت مجسم
آپ پر قرباں رہیں ہم
ورد رکھتے ہیں یہ ہر دم

یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک

آتش فرقت میں جلنا
اور کف افسوس ملنا
ہند سے کب ہو نکلنا
جانب طیبہ ہو چلنا

یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک

بخت گر بیدار ہوتا
خواب میں دیدار ہوتا
صدقے میں سو بار ہوتا
میرے اوپر پیار ہوتا

یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک

اے مرے سلطانِ بازل
ہجر میں جینا ہے مشکل
دیکھئے بیتابیٔ دل
ہو رہا ہوں شکل بسمل

یا نبی سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
یا رسول سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک

مر رہا ہوں میں جلادو
عنبریں زلفیں سُنگھادو
شکل نورانی دکھادو
اپنا سودائی بنادو

یا نبی سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
یا رسول سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک

درد سینے میں نہاں ہے
مضطرب یہ خستہ جاں ہے
اب نہیں تابِ تواں ہے
حال دل تم پر عیاں ہے

یا نبی سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
یا رسول سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک

کاش میں طیبہ میں جاتا
مُدعائے دِل جو پاتا
ہند میں پھر کر نہ آتا
یہ صدا دلکش سُناتا

یا نبی سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
یا رسول سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک

رات دن ہے آہ وزاری
اپنے جینے سے ہیں عاری
دیکھئے حالت ہماری
تا بکے یہ بے قراری

یا نبی سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
یا رسول سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک

اشک آنکھوں سے بہاؤں — رازِ دل کس کو سناؤں
آستانہ پر جو آؤں — اپنا زخمِ دل دکھاؤں

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوات اللہ علیک

خوابِ غفلت میں نہ سوتا — اپنی قسمت پر نہ روتا
ہائے گر طیبہ میں ہوتا — عمر کیوں بیکار کھوتا

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوات اللہ علیک

اے شہنشاہِ دو عالم — سیدِ اولادِ آدم
معدنِ رحمت ترحم — آپ کے کہلاتے ہیں ہم

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوات اللہ علیک

آپ کی اُمت میں ہو کر — کیوں نہ ہے دل اپنا مضطر
ناز ہو ہم کو نہ کیونکر — آؤ حج پر جب ہو مقدّر

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوات اللہ علیک

دستگیرِ بے نوا ہو — حامیِ بیدست و پا ہو
شافعِ روزِ جزا ہو — مظہرِ شانِ خدا ہو

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوات اللہ علیک

مرہم دلِ خستگاں ہو ‌ ‌ ‌ چارۂ بیچارگاں ہو
داروئے دردِ نہاں ہو ‌ ‌ ‌ ہر مصیبت سے اماں ہو

یا نبی سلام علیک ‌ ‌ ‌ یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک ‌ ‌ ‌ صلوٰۃ اللہ علیک

صورتِ وحش و بہائم ‌ ‌ ‌ ہوں نہ ہیں غفلت میں نائم
زندگی جبتک ہے قائم ‌ ‌ ‌ یاد حق میں گزرے دائم

یا نبی سلام علیک ‌ ‌ ‌ یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک ‌ ‌ ‌ صلوٰۃ اللہ علیک

ہو مرا مسکن مدینہ ‌ ‌ ‌ واں کا بہتر ہے قرینہ
یاں عبث ہے اپنا جینا ‌ ‌ ‌ یَا غِیَاثَ الْعَالَمِیْنَ

یا نبی سلام علیک ‌ ‌ ‌ یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک ‌ ‌ ‌ صلوٰۃ اللہ علیک

حشر کے دن کام آنا ‌ ‌ ‌ نارِ دوزخ سے بچانا
روضہ رضواں دکھانا ‌ ‌ ‌ ساغرِ کوثر پلانا

یا نبی سلام علیک ‌ ‌ ‌ یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک ‌ ‌ ‌ صلوٰۃ اللہ علیک

اشرفیؔ مسکیں تمہارا ‌ ‌ ‌ کرکے دُنیا سے کنارا
رکھتا ہے تم سے سہارا ‌ ‌ ‌ لو خبر جلدی خدارا

یا نبی سلام علیک ‌ ‌ ‌ یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک ‌ ‌ ‌ صلوٰۃ اللہ علیک

قصیدہ در مدح محبوب یزدانیؒ

پھرے جہاں میں نہ حاصل ہوئی کوئی تدبیر	مطلع	ملا نہ ایسا عمل جس کی دیکھتے تاثیر
حصول مقصدِ دل کا کہیں پتہ نہ لگا		کہاں کہاں مجھے دوڑا کے لے گئی تقدیر
ہوا خیال یہ دل میں کہ ایسی جا پہنچوں		جہاں سے پاتے ہوں مقصود ہر صغیر و کبیر
پکار اُٹھا دلِ مضطر کہ اُنکے در پہ چل		لقب ہے جنکا جہانگیر شاہ اشرف پیر
وہ بادشاہ تھے سمناں کے چھوڑ کر شاہی		ہوئے ہیں عشقِ خدا میں فقیر با توقیر
زمانہ میں وہی حاجت روائے عالم ہیں		وہی غریبوں کے ہوجاتے ہیں معین و نصیر
اُنہیں کے جود و سخا نے کیا غنی سب کو		وہ ہیں امیر کبیر اور امیر ابنِ امیر
اُنہیں کی نظروں میں تاثیر کیمیا دیکھی		اُنہیں کی خاکِ قدم کو سمجھتے ہیں اکسیر
جہاں میں جن و بشر وحش و طیر ہیں جتنے		مطیع اُنکے ہیں ایسے ہیں صاحبِ تسخیر
خدا نے اُن کو دیا ہے خطاب محبوبی		جہاں میں نام ہے روشن بہ شکل بدرِ منیر
اثر کیا مری ترغیبِ دل نے جب مجھ پر		رواں دواں درِ اقدس پہ آگیا یہ فقیر
ہوا خیال کہ اظہارِ مدعا میں ذرا		نہ دیر چاہئے زیبا نہیں ہے اب تاخیر
تو عرض کرنے لگا اے جنابِ عرش سریر	مطلع ثانی	تمہاری خاکِ قدم سے بنا ہے میرا خمیر
تمہارے سامنے کیا مجھ کو حاجتِ اظہار		کہ تم پہ کھول دیا ہے خدا نے حالِ ضمیر
ہمارا حال پریشاں ہے تم پہ ہے روشن		زباں کو اب نہیں یارا کہ کچھ کرے تقریر
ہجوم و نرغۂ اعدا ہے کسطرف جاؤں		ترے سوا نظر آتا نہیں معین و ظہیر
کوئی بدی مری کرتا ہے اور کوئی ہجو		طرح طرح سے کیا کرتے ہیں مری تحقیر

عجیب ضیق میں ہوں کچھ نہیں مری چلتی
نہ کوئی مونس و ہمدم نہ کوئی اپنا مشیر

تھا یہ وقت مدد ہے طفیل نور العین
عدو کو کیجئے دام بلا میں جلد اسیر

ہوئی جہاں میں مری کیفیت الم نشرح
میں کس زباں سے کروں عرض حال بالتفسیر

یہ آرزو تھی غلامی میں عمر ہووے بسر
جو ادر گہ عالی میں گھر کیا تعمیر

غرض یہ تھی کہ ہے میری زندگی جبتک
نہ جائے پھر کہیں یہ بندہ ذلیل و حقیر

گلیم کہنہ پہنکر ترے ہی در پہ رہوں
اسی کو سمجھوں میں دیبا اسی کو جانوں حریر

مگر عداوت اعدا سے سخت عاجز ہوں
ہمیشہ درپئے تخریب ہیں گروہ شریر

وہ میرے درپئے ایذا ہیں اور میں حسرت سے
کھڑا ہوں بے حس و حرکت بصورت تصویر

ذلیل و خوار کرو چاہو مجھ کو عزت دو
یہی کہونگا کہ میں ہوں غلام اشرف پیر

کرو قبول مری عرض مدعا شاہا
طفیل در یتیم و طفیل شیخ کبیر

ہزار رنج و صعوبت ہوں انکو جھیلیگا
مگر نہ جائیگا درگاہ سے تری یہ فقیر

یہ اشرفی کی تمنا ہے خاک در ہو جائے
اگرچہ ہے وہ سراپا گناہ و پر تقصیر

درد اور یغا حسرتا فرقت کا ہی دلپر الم
ایسا کوئی ملتا نہیں لیجائے جو پیغام غم

احسان کر مجھ پر تو ہی شاہ مدینہ کی قسم

ان قلت یا ریح الصبا یوما الی ارض الحرم
بلغ سلامی روضۃ فیہا النبی المحترم

اس حسن زیبا پر مرا مدت سے ہو دل مبتلا
سو جاں سے ہوں اسپر فدا عاشق ہے جسپر خود خدا

وہ مہ لقائے خوش ادا وہ دلربائے جانفزا

من وجہہ شمس الضحیٰ من خدہ بدر الدجیٰ
من ذاتہ نور الہدیٰ من کفہ بحر الہمم

پیغمبروں میں کون ہے ایسا کوئی ذی مرتبت	ممکن نہیں انسان سے جسکی ثنا و منقبت
کافی ہے ہم سب کے لئے بہرِ نجاتِ آخرت	
قرآنہٗ برہانُنا نسخاً لہٗ ادیانِ مضت	اذ جاءنا احکامُہٗ کُلُّ الصحف صار العدم
درد جدائی نے مجھے اس طرح بیخود کردیا	نے تابِ ضبط و صبر ہے نے قوتِ آہ و بکا
اب کیا کروں کچھ بس نہیں قابو سے دل جاتا رہا	
اَکبادُنا مجروحۃٌ من سیفِ ہجر المصطفٰے	طوبٰی لاہل بلدۃٍ فیہا النبی المحتشم
اے ہادیِ دنیا و دیں اے اقدس و عرش علن	ہم پر وہ غفلت چھا گئی چھوٹے بزرگوں کے چلن
حسرت یہ دل میں رہ گئی آیا نہ کوئی کام بن	
یا لیتنی کنتُ لمن یتبع نبیاً عالما	یوماً و لیلاً دائماً و لو حرق کذا لی یالکرم
سب کام بنجاتے مرے رہتی نہ پھر حسرت کی جا	رنج و الم دنیا کے سب یکبار ہوجاتے ہوا
مداحیٔ احمد میں سب ہوتے ہیں حاصل مدعا	
لی حسرۃ اسمع کذا لم لم اصف للمصطفٰے	فی کل حین قد مضی فی الحال ما یحصل ہم
ہیں شکلِ وحشت کربلا مجھ پر بھی جور و ستم	آنکھوں سے اب اشک رواں بہتے ہیں مثلِ آبِ خم
ہو دستگیر بیکساں اور شافع محشر ہو تم	
لست براجٍ مفرداً بل قربائی کلہم	فی القبر استشفع یا شفیع با الصاد و النون و القلم
اے مہرِ تابانِ عرب شاہنشہِ ملک و فیٔ	غفلت میں عمر اپنی کٹی اور کچھ نہ کام اچھا بنا
اس عاجز و ناچار کا کچھ مدعا بھی ہے سنا	
یا مصطفٰے یا مجتبٰے ارحم علیٰ عصیاننا	محبورۃ اعمالنا طمع و ذنب و الظلم

سب اوّلین و آخریں ہیں آپ ہی کے خوشہ چیں — ہو جاؤں میں گوشہ نشیں گر آپ ہوں میرے معیں

اے مہبطِ روح الامیں ممدوحِ فرقانِ مبیں

یا رحمۃ للعالمین انت شفیع المذنبین — اکرم لنا یوم الحزین فضلا و جودا و الکرم

تیری عطا کے سامنے میری خطا ہی چیز کیا — یہ بندۂ عاصی ترا کرتا ہے ہر دم التجا

اے مالکِ روزِ جزا بہرِ محمد مصطفےٰؐ

اغفر الٰہی ما مضیٰ و احسن الٰہی ما بقی — بارِک لنا یا سیّدی فی الابتدا و المختتم

مظلوم ہوں زار و حزیں غالب ہیں مجھ پر اہلِ کیں — یہ اشرفیؔ کمتریں تاب جفا رکھتا نہیں

اے قبلہ گاہِ اہلِ دیں وے بادشاہِ مرسلیں

یا رحمۃ للعالمین ادرک لزین العابدین — محبوس ایدی الظالمین فی موکب و المزدحم

مُسدّس

اے غوث پاک عرش جناب فلک سریر — خاصانِ حق میں ذات تمہاری ہی بے نظیر

ہوتے ہیں فیضیاب ہر اک مفلس و امیر — یوں التجا جناب میں کرتا ہے یہ حقیر

امداد کیجئے میری یا پیرِ دستگیر
کہلاتا ہوں حضور کے دربار کا فقیر

اچھا ہوں یا برا ہوں مگر میں تمہارا ہوں — مسکین و بینوا ہوں مگر میں تمہارا ہوں

سر تا پا خطا ہوں مگر میں تمہارا ہوں — جوئندۂ عطا ہوں مگر میں تمہارا ہوں

امداد کیجئے میری یا پیرِ دستگیر
کہلاتا ہوں حضور کے دربار کا فقیر

رو رو پکارتا ہوں میں یا غوث الغیاث
آفت میں مبتلا ہوں میں یا غوث الغیاث
ناچار و بینوا ہوں میں یا غوث الغیاث
فریاد کر رہا ہوں میں یا غوث الغیاث

امداد کیجئے مری یا پیر دستگیر
کہلاتا ہوں حضور کے دربار کا فقیر

بنتِ رسولؐ پاک کے نورِ نظر ہیں آپ
ابنِ حسنؓ حسینؓ کے لختِ جگر ہیں آپ
خیبر شکن علیؓ ولی کے پسر ہیں آپ
مشہور دو جہاں میں شہ بحر و بر ہیں آپ

امداد کیجئے مری یا پیر دستگیر
کہلاتا ہوں حضور کے دربار کا فقیر

کوئی نہیں معین میرا آپ کے سوا
نرغہ میں ظالموں کے ہوا ہوں میں مبتلا
ہے کون غمگسار کروں کس سے التجا
بس آپ کے کرم سے ہوں سب آفتیں ہوا

امداد کیجئے مری یا پیر دستگیر
کہلاتا ہوں حضور کے دربار کا فقیر

ہے آرزو کہ نام تمہارا لیا کروں
مشغول یادِ حق میں سدا میں رہا کروں
حضرت کا جو طریق ہے اس پر چلا کروں
جنگل میں ظالموں کے پھنسا ہوں میں کیا کروں

امداد کیجئے مری یا پیر دستگیر
کہلاتا ہوں حضور کے دربار کا فقیر

وہ دن خدا دکھائے کہ سرکار کا غلام
دشمن کا ہو نہ خوف نہ کچھ دوستوں سے کام
گوشہ نشین ہو کے کرے یادِ حق مدام
ہو جائے لطفِ خاص سے یہ فائز المرام

امداد کیجئے مری یا پیر دستگیر
کہلاتا ہوں حضور کے دربار کا فقیر

غوثِ دو کون مظہرِ شانِ خدا ہیں آپ
فرزندِ خاص حیدرِ مشکل کشا ہیں آپ
نورِ نگاہ حضرتِ خیر الوریٰ ہیں آپ
مخصوص میرے دردِ جگر کی دوا ہیں آپ

امداد کیجئے مری یا پیر دستگیر
کہلاتا ہوں حضور کے دربار کا فقیر

گھبرا رہا ہے دل میں کدھر جاؤں کیا کروں
کیونکر نجات فکر سے میں پاؤں کیا کروں

کس طرح اپنے قلب کو سمجھاؤں کیا کروں
کب تک میں صبح و شام یہ غم کھاؤں کیا کروں

امداد کیجئے مری یا پیر دستگیر
کہلاتا ہوں حضور کے دربار کا فقیر

چاہیں جو اپنے لطف و کرم سے مرے حضور
اعدا کی کیا مجال اٹھائیں سر غرور

بیچین دل سے دم میں ہیں یہ رنج و فکر دور
کافور کی طرح سے اڑیں باقی فتور

امداد کیجئے مری یا پیر دستگیر
کہلاتا ہوں حضور کے دربار کا فقیر

خلوت نشیں بنائیے آباد کیجئے
دشمن کو خان و مان سے برباد کیجئے

دنیا کے رنج و فکر سے آزاد کیجئے
تا شاد اشرفی ہے اسے شاد کیجئے

امداد کیجئے مری یا پیر دستگیر
کہلاتا ہوں حضور کے دربار کا فقیر

عشق بتاں کے دام میں طائر دل پھنسائے کون
خوار و ذلیل و مبتلا آپ کو یوں بنائے کون
رند شراب خوار ہو کفر بھی کرے اختیار
یہ تو ہے انکا خاص گھر عشق ہو ان کا جا گزیں
جو گئے واں ہی رہ گئے لوٹ کے کچھ نہ کہہ سکے
بیٹھ گئے گھر کو کھو ل یار کے در پہ جم گئے

صبر و قرار و عقل و ہوش شرم و حیا گنوائے کون
کوچۂ مہر خاں میں جا جور و جفا اٹھائے کون
مذہب و دیں گنوائے کو انکی گلی میں جائے کون
انکے سوا بتاؤ تو دل میں مرے سمائے کون
کوچۂ یار کی خبر آکے یہاں سنائے کون
لاکھ کہے سنے کوئی دیکھیں ہمیں ہٹائے کون

بندۂ خاص انہیں کا ہو کہتے ہیں جسکو اشرفی
وہ نہ خدا بنیں گر بندہ مجھے بنائے کون

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلامِ ہندی

یہ خیال ہندی مکہ معظمہ میں ۱۲۹۴ھ سفرِ اوّل میں کہا گیا تھا

خیال

درس بنا من کیسے مانے داتا کے گھر جائے

من کیسے مانے

نرگن جان پیا ہیں چتوت جیا مورا جات لجائے

من کیسے مانے

گنونتی درسن مدھ ماتی دھن بوری پچھتائے

من کیسے مانے

سائیں موہنہ تراس جن پھیر واپنے دوار بُلائے

من کیسے مانے

راہ تمہار اشرفی جوہت تمپر دھیان لگائے

(یہ دوسرا خیال بھی اُسی سال مکہ معظمہ میں کہا گیا تھا)

خیال

من دھیرج راکھو پیا دے ہیں درس دکھائے

من دھیرج راکھو

صورت لگاؤ پریم ڈگر ماں بیٹھو سیس نوائے

من دھیرج راکھو

آپُہی سائیں وُ رس دکھاویں دیکھو من چت لائے

من دھیرج راکھو

بوند سمندر سماں جب جای آپُ گیو ہرائے

من دھیرج راکھو

جب سے پریم مدھ پیو اشرفی کیس گیو بَورائے

من دھیرج راکھو

یہ خیال سرکار اجمیر شریف میں عرض کیا گیا تھا

خیال

خواجہ پیر ہند الولی پُرَوُ آس ہمار

خواجہ پیر

تم دو جگ کے نباہن ہارے ہم تو تُمرے سہار

خواجہ پیر

پریتم بھنور اتاہ ہم دیکھا ڈرپت جیا سکوار

خواجہ پیر

آن پھنسا منجھدار میں بیڑا کر بدھ اُترون پار

خواجہ پیر

ڈوبت نیا پار لگاؤ تم مورے کھیون ہار

خواجہ پیر

ارج کرت کر جور اشرفی راکھو لاج ہمار

خواجہ پیر

یہ خیال بجناب کچھوچھہ شریف سنہ ۱۲۹۰ھ میں بعد معاودت آستانہ پنڈوا شریف عرض کیا گیا تھا

خیال

اشرف پیر جہانگیر سمنانی پرُو آسا مور

اشرف پیر

تمرے نام پر میں بلہاری جیسے چند چکور

اشرف پیر

آپن درس دکھا و داتا سانجھے سکارے بھور

اشرف پیر

ٹھاڑھ اشرفی تمرے دوارے منتی کرت کر جور

اشرف پیر

ہنگام مقدمہ سجادہ نشینی حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کے دربار میں عرض کیا گیا
اور آثار قبولیت ظاہر ہوئے

خیال

مورے سنکٹھ کاٹو داتا شاہ اشرف چشتی پیر ولی

مورے سنکٹھ

تمرے دوارے جو سرناوے دھن وُے کُنور کے بھاگ بلی

موریے سنکٹھ

جو دُکھ ماں تمکاں گہراوے تاکر پل ماں مراد ملی

موریے سنکٹھ

گاڑھ پڑے ارواس کرت ہے ٹھاڑھ اشرفی تمہاری گلی

موریے سنکٹھ

یہ خیال ماہ ربیع الاوّل ۱۳۲۰ھ ہجری میں بعد زیارت حرمین شریفین و حصول حج اکبر جب سفر شام و بیت المقدس و حلب و مصر وغیرہ کا ارادہ کیا تھا بضرورت سامان سفر بحضور ربّ العزّت مقام مدینہ منوّرہ میں عرض کیا۔ تیسرے دن حقتعالےٰ نے اپنی قدرت سے پورا سامان سفر کر دیا

خیال

داتا نرنکال کرتار دو جگت گوسائیں سرجن ہارے

داتا نرنکال

منگتا جو تم سے کچھ مانگے پاوے ترنت پلک بن مارے

داتا نرنکال

مانگت ہوں میں تم سے بھچھیا دیدے اے جگ پالن ہارے

داتا نرنکال

چنتا کچھ ہو رہے نا من میں سمروں تم کا سانجھ سکارے

داتا نرنکال

صہ تمرسے گوئیاں بتے داتا لکھاں بھی جاوں کر دوارے

دھیان گیان میں رہے اشرفی سکل جہاں سے ہوئیکے نیارے

داتا نرنکال

کاگر

اشرفؒ پیارے نظامؒ پیا کے بھردے موری گگریا

اشرف پیارے

بھوساگر میں پگ نہ پرت ہے سانکر ایس ڈگریا

اشرف پیارے

گر دین موہنہ پریم پیالہ خواجہ دین پگریا

اشرف پیارے

ارج کرت کرجور اشرفی کیجے نیک نجریا

اشرف پیارے

پوربی بجناب سلطان سید اشرفؒ جہانگیر قدس سرہ بحالت نرغہ مخالفین عرض کیا گیا تھا

پوربی

اشرفؒ پیا موری بہیاں پکڑ لو ڈوبت ہوں منجھدار رے

اشرف پیا

پریم ندیا اگم بہت ہے سوجھت وار نہ پار رے
ناں مورے نیا نا مورے بیڑا ناں کو کھیون ہار رے

اشرف پیا

اوگھٹ گھاٹ ماں آن بھلانی کوُنہیں میت ہمارے
تم اپنے گُن مونہہ نباہو چشتی راج دُولار رے

اشرف پیا

لیہو کھبر اب ہمری داتا ہمکاں نہ دیو بسار رے
کہت اشرفی دوکر جوڑے ٹھاڑھ تمہاٹے دوارے

اشرف پیا

پوربی بحالت غلبہ دشمناں رجوع بجناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ

پوُربی

شاہِ نجف موری لیو کھبریا بیری بھئے ادھکار رے

شاہ نجفؒ

سُکھ سے مندل میں رہن نہ پاؤں بیر کرت سنسار رے
گاڑھ پڑے کوئی کام نہ آوے راکھوں آس تمہار رے

شاہ نجفؒ

آپن میت رہانا کوُو چھوٹ گئے پلوار رے
میں تو تمرے بھروس رہت ہوں راکھو لاج ہمار رے

شاہ نجفؒ

ہاتھ جوڑ نوائے کہت اشرفی حیدرؓ کے دربار رے
علیؑ ولی موری بہیاں پکڑ لو لاگو مور گوہار رے

شاہ نجفؒ

یہ پوربی اخیر مقدمہ سجادہ نشینی میں بحضور جناب سلطان سمنانی قدس سرہ عرض کیگئی اسکے بعد پوری کامیابی ہوئی

پوربی

اشرف پیر کرو مونہہ کرپا بہیاں پکرلو ہمار رے

اشرف پیر

کٹھن پڑے سنکٹھ اب مونہہ پر کاہو نہ مور سہار رے
اب کی بیر نباہو داتا رکھ لیو لاج ہمار رے

اشرف پیر

تمرا دوار چھاڑ کہاں جاؤں تمہیں نباہن ہار رے
اے مورے اشرف لاگو گھر یا چریا کھاؤں تمھار رے

اشرف پیر

کہت اشرفی دو کر جورے اشرف کے دربار رے
اپنے نیم دھرم سے داتا مور کرو نستار رے

اشرف پیر

ہولی

آئے بسنت رَوح ریحان + پھول رہی پھلواری
فی انفسکم کا رنگ بنا ہے + وحدت کی پچکاری
انی انا اللہ کی دھوم مچی ہے + بھیج گئی تن ساری + بھلا کیسو رنگ جاری
آئے بسنت

نحن اقرب کون سناوے + مل گئے شام بہاری +
لَااِلٰہَ غیرہٗ سب بولیں + اچرج پھاگ مچاری + سیّاں تورے بلہاری
آئے بسنت

ثَمّ وَجہُ اللہ کی ہولی + گاوت ہیں نرناری
احمد نام کا دھر کے پردہ + مَن رَانِی ہے پکاری + سکھی اِس سجن کے واری.
آئے بسنت

جام سَقَاہُم پیکے اشرفی + دوُو جگ من سے بساری
اِنّی اَنَا سب بھول گیو ہے + ہو ہو کہت پکاری + بھئی کیسی متواری
آئے بسنت

ہولی

پھاگن کے دِن آئے بلم جن صورت بسارو ہماری
پھاگن کے

پیا بِن نیبی کوک بجاویں + مَیں برہا کی ماری
بیاکُل ہوئیکے مَیں بن بن ڈھونڈہوں + کھوجت کھوجت ہاری + ملین نہیں شام بہاری
پھاگن کے

آئے بسنت سکھی سکھ درسن + کھیل رہیں سب ناری
ہم سے بلم سوتن سنگ ریجھے + میں سمجھاوت ہاری + سنت نہیں ایکو ہماری
پھاگن کے

بنتی کرت ہے داس اشرفی + سُن لو ارج ہماری
آؤ سیاں گروا ں مل جاؤ + تم پر جاؤں میں واری + جیو جوبن بلہاری
بھاگن کے

ہولی

کیسے جیوں موری آلی + سیاں بدیسیا نہ آئے +
کیسے جیوں
کون ابھاگ بھاگ ہم پاوا + نِسدن برہا ستائے +
جر جر جیو رہے تن بھیتر + پران نکس نا جائے + مورا جیرا اکلائے +
کیسے جیوں
کاگا آج مندل پر مورے + بول بول اُڑ جائے
نین بھوجا دو تو پھرکت ہیں + میں جاؤں پیا آئے + کوُ سوتن بلمھائے
کیسے جیوں
کون موہنی ایس پڑھو ری + جا میں پیا مل جائے
وے تو بھری سُنت نا ایکو + جیا مورا بورائے + گھڑی پل چین نہ آئے
کیسے جیوں
بل بل جاؤں میں اشرف پیا کے + جن مونہہ بتیتھ بتائے
ارج کرت کر جور اشرفی + اُن پر دھیان لگائے + صورت اپنی بسرائے
کیسے جیوں

ہولی

سانورو کیسی بنسی بجائی

سانورو کیسی

جب سے بھنک پڑی کانن ماں + جیرا گیو بورائی

ساری رین موہے نیند نہ آوے + جاگت رات گنوائی + کہو کہاں ڈھونڈھن جائی

سانورو کیسی

جگمگ روپ جوت سورج مکھ + مورے نینن ماں چھائی +

سب صورت سب مورت جگماں + واہی دیت دکھائی + کوء دوجا نہ سمائی

سانورو کیسی

روپ نرنجن تن من بس گیو + آپن صورت ہرائی

واہی سروپ سکل موہے دیکھیں + اب نہیں جات چھپائی + کروں سو سو چترائی

سانورو کیسی

کہت اشرفی اشرفؒ پیا سے + لاگو مور سہائی

مانت پتا بھائی بند تج کے + تم سے کین سگائی + صورت تمری من بھائی

سانورو کیسی

ہولی

میں تو آ ئی ہوں سرن تمہاری مورے اشرفؒ پیر پیارے

میں تو آئی ہوں

شاہ نظامؒ کے نندلال تم + چشتی راج دولارے
تمرے روپ کو اور نہ دیکھا + بھان جگیت اجیارے + سو نہ نہیں جائے نہارے
میں تو آئی ہوں

نیم دھرم کچھ منہ مانا ہیں + چال کو چال ہمارے
منہ پاپن کی لاج نباہو + تری ہوں میں تمرے تارے + تمہیں جگت تارن ہارے
میں تو آئی ہوں

ہر لیو مورے من کی پیرا + آئی ہوں تمرے دوارے
تمرا نام لیت دکھ بھاگے + تم ہو گوشیاں کے پیارے + منہ دکھیا کے سہارے
میں تو آئی ہوں

درس کی بھوکھی آس لگائے + بیٹھ رہی من مارے
چیریا تمہار اشرفی بیاکل + رووت سیس دکھائے + رین دن سانجھ سکارے
میں تو آئی ہوں

ہولی

آلی ری کیسے کھیلوں میں ہوری
آلی ری کیسے

برہ تپن تن آگ لگائے + نندن پر ان جرو ری
رت پھاگن منہ نیک نہ لاگے + سیاں سے جلے کہو ری + چلو گھر کھیلن ہوری
آلی ری کیسے

سب سکھی مل مل چاچر گاویں + گھر گھر بھاگ مچوری
مُنہ برہن کا روت بیتے + رکت کی آنس بہوری + چُوت موئے نین اوری
آلی ری کیسے
اس جیو چہت ستی ہو جاؤں + دوس نہ گو دھوری
سیاں بدردی جب گھر آویں + دو کر ہنج کہوری + جیو دھن کون بہوری
آلی ری کیسے
اشرف پیر کرو مُنہ کرپا + سنگھ مورہر دوری
کہت اشرفی داس برگی + لاج نباہو موری + کرو آسا من پوری
آلی ری کیسے

ہولی

مورے بانکے چھبیلے سے نین لاگ من بھاوے نہیں مونہ کھیلن بھاگ
مورے بانکے
سب سکھی مل مل کھیلن ہوری کوئی ساؤنر کوئی سندر گوری
مورے رہ رہ جیا ماں اُٹھے بیراگ
مورے بانکے
برہ کٹھن تن آگ لگاوے کون تپن مورے جیا کی بجھاوے
سکھی دن دن میرو گھٹت سُہاگ
مورے بانکے

کہت اشرفی اشرف پیارے   تم بن تلپھیں نین ہمارے
مُنہ درس دکھاؤ تو جاگیں بھاگ
مورے بانکے

ہولی

سیاں ہیں تو توری مدھ ماتی   تم مورے جنم سنگھاتی
سیاں ہیں تو

سوتن کاں وکھین نہیں دیتی   پیا کو لگاتی ہیں چھاتی
سورھو سنگار سنوار بناتی   اپنے رُوپ لبھاتی
سیاں ہیں تو

اے ری سکھی جیا مانت ناہیں   تلپھت ہوں دن راتی
کاڑھ پران پیا کو میں دیتی   اُن کو اکیلے جو پاتی
سیاں ہیں تو

بھور بھی پھر پیا مورلی بجاویں   سُن کے پھٹے موری چھاتی
جاؤ ری سکھی مورے پیا کو بُلاؤ   اُن کو میں گرواں لگاتی
سیاں ہیں تو

سپنے میں پیا دیکھ اشرفی   بات کرت سکچاتی
چونک پڑی کچھ ہُو نہیں دیکھا   بھور بھئی پچھتاتی
سیاں ہیں تو

یہ ادھا مقدمۂ سجادہ نشینی میں رجوع بجناب سلطان الاولیا قدس سرہٗ ہو کر عرض کیا تھا

ادھا

راکھو لاج ہمار اشرفؒ پیا

تم بن کوؤ میت نہ ہوئے بیری بیٹھے پلوار اشرف پیا

راکھو لاج ہمار

تنک نجر کرپا کر دیکھو یَیں تمرے سہار اشرف پیا

راکھو لاج ہمار

یَیں تو گریب تمھار کہاؤں راکھوں آس تمھار اشرف پیا

راکھو لاج ہمار

منتی کرت ہے داس اشرفی لاگو مور گوہار اشرف پیا

راکھو لاج ہمار

ایضاً ادھا بحضور حضرت محبوب یزدانیؒ عرض کیا گیا

ادھا

گہ لے بہیاں مور اشرفؒ پیا

آس لگائے کھڑی من مارے چتوت ہوں تورے اور اشرف پیا

گہ لے بہیاں مور

آن پڑی ہوں تمرے چرن تر	سوجھت اور نہ ٹھور	اشرفؔ پیا
	گہ لے بہیاں مور	
جگ ماں تم اس میت نہ پاوا	کھوج پھری چہوں اور	اشرفؔ پیا
	گہ لے بہیاں مور ۴۰۶	
منتی کرت ہے ٹھاڑھ اشرفیؔ	روئے روئے کر جور	اشرف پیا
	گہ لے بہیاں مور	

یہ تین ادھے اسوقت کہے گئے تھے جب حضرت مخدومی مرشدی حاجی سید ابو محمد اشرف حسین مدظلہ العالی رنگون کو تشریف لیگئے تھے

پہلا ادھا

	چھپائے رہے کونے دیس بلم مورے	
کونے دیپ میں ڈھونڈن جاؤں	کرکے جوگنیا کا بھیس بلم مورے	
	چھپائے رہے	
پاتی پتر کچھو نہیں آوا	ناکوئی لاوا سندیس بلم مورے	
	چھپائے رہے	
روئے روئے اروداس کرت ہے	کھوئے اشرفی کیس بلم مورے	
	چھپائے رہے	

دوسرا ادھا

	جیرا رہت اُداس بدلیا	
بہت دنن بیتے بھون نہ آیو	بیت گئے چوماس بدلیا	
	جیرا رہت	

۴۴ بیاں آئے موری لیو خبریا - پُورو آسا مور - اشرف پیا

کونے دیس میں جائے بسے ہو ناکت ہوں توری آس بدیسیا

جیرا رہت

آؤ درس دکھلا جا پیارے جن مُنہ کرو نراس بدیسیا

جیرا رہت

برہ آگ تن جائے مورا رہ گئی رکت نہ ماس بدیسیا

جیرا رہت

بن درسن جیا مانت ناہیں کہت اشرفی داس بدیسیا

جیرا رہت

تیسرا دھاکہروا

مورا راجا بدسواں میں چھائے رہے

ہمری سدھ کچھو نہیں لینا کوؤ سوتن بلمائے رہے

مورا راجا

اُن بن موہے کچھ بھاوت ناہیں رَنت جیرا اکلائے رہے

مورا راجا

سیاں بیدردی نمانے اشرفی مُنہ برہن کاں جرائے رہے

مورا راجا

یہ ادھا اجمیر شریف میں عرض کیا گیا تھا

بہت دن بیتے ملو مورے سیّاں

ہم چتیت پیا چتوت ناہیں — کیسے بنے موری گوئیّاں

ملو مورے سیّاں

برہ آگ اس لاگی تن ماں — جبر کوئلا بھئی دِہیاں

ملو مورے سیّاں

چار دیس میں ڈھونڈ پھری ہوں — اب لاگی تورے پیّاں

ملو مورے سیّاں

پیر معینؒ سے کہت اشرفیؔ — تم پکڑو موری بہیاں

ملو مورے سیّاں

دیگر ادھا

بانکے بلموں نجریا میں چھائے گئے

تین لوک چوکھنڈ میں دیکھا — سب میں آپی سمائے گئے

بانکے بلموں

سوت رہی میں اپنے مندل ماں — سپنے میں چھب دکھلائے گئے

بانکے بلموں

نرمل روپ تورا دیکھ اشرفیؔ — آپی سیاں بلمائے گئے

بانکے بلموں

ادھا

پیا ہمسے جن پھیرو نجریا

تمری سوچ بھئی ہیں بیاکل — کب لیہو موری کھوج کھبریا

پیا ہمسے

جوگن بھیس پھری ہیں بن بن — کھوجت تمری نگریا

پیا ہمسے

کہت اشرفی اشرف پیارے — ہمکاں بتاؤ ڈگریا

پیا ہمسے

ادھا کہروا

کہاں چھپایو صورت دکھلائے کے

جب ہم جبر کوئلا ہو جایے — تب کا کرہو پیا تم آئے کے

کہاں چھپایو

مُنہ نہ جلاؤ پپیہا بیری — پی پی سبد سنائے کے

کہاں چھپایو

جاؤ بلم پے جاے نہ پیہو — مورے ہردے ماں سمائے کے

کہاں چھپایو

اب کاہے پچھتات اشرفی — سیاں بیدردی سی نیہہ لگائے کے

کہاں چھپایو

یہ دادرہ بعد رحلت اپنے برادر زادہ و خلیفہ سید محمد جعفر مرحوم مقام سکندرآباد ضلع بلند شہر میں لکھا گیا

دادرہ

باندھ کمریا چلے گئے مورے بانکے جوان

دیس چھوڑ پردیس بسایا — سونی نگریا کر گئے مورے بانکے جوان

باندھ کمریا چلے گئے

نا کچھ کہہ گئے نا کچھ سن گئے — من کی من میں لیگئے مورے بانکے جوان

باندھ کمریا چلے گئے

روئے روئے پچھتات اشرفی — داگ کرجوا میں دیگئے مورے بانکے جوان

باندھ کمریا چلے گئے

دادرہ

ملجا سنو پیا پیارے

تمرسے ملن کے کارن — تلپھت نین ہمارے

ملجا سنو پیا پیارے

جوگن بن کھوجت سب نگری		کونے دیس سدھارے
	ملجا سنو لیا پیارے	
چریا تمہار اشرفی		رووت سیس اوگھارے
	ملجا سنو لیا پیارے	

یہ ٹھمری ماہ شعبان ۱۳۲۳ھ میں بغداد شریف میں کہی تھی :-

ٹھمری

غوث پاک بغداد بسیا		چریا کہاوں تمہاری
راجپتی سب تمرے دوارے		آوت ہیں جن بھاٹ بھکاری
علیؑ نبیؐ کے راج دولارے		میں تورے بلہاری
کہت اشرفی دو و کر جورے		رکھ لیو لاج ہماری

ایضاً ٹھمری بحضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

غوث پاک موری بہیاں گہ لے		ناکت ہوں میں تور ڈگریا
	غوث پاکؓ	
پیر محی الدین قطب ربانی		بیگ آئے موری لیو کھبریا
	غوث پاکؓ	
حسنؑ حسینؑ کے راج دولارے		کیجے منہ پر نیک نجریا
	غوث پاکؓ	

ڈوبت ہے منجھدار میں بیڑا — پار لگاؤ مور نوریا

غوث پاکؓ

بیری جھونس مونہہ ستاویں — لاگو داتا مور گھریا

غوث پاک

کہت اشرفی ڈھکر جوڑے — جاؤں کہاں توری چھانڈ دوریا

غوث پاک

ٹھمری پیلو کی

اے ری سکھی جیا مانت ناہیں سیاں گئے پردیس

کونے بن ڈھونڈھن جاؤں پیا کو — کرکے جوگنیا کا بھیس

سیاں گئے پردیس

نا مونہہ پاتی پتر لکھ بھیجن — نا کوئو لاوا سندیس

سیاں گئے پردیس

کھن آنگن کھن دوارے ڈوت — کھولے اشرفی کیس

سیاں گئے پردیس

ٹھمری برج کی

پیا کو سپن ہم دیکھا رات

باہنہ گلے مورے ڈالی بالم — ہنس ہنس پوچھی بات

پیا کو سپن

چونک پڑی کچھ ہو نہیں دیکھا — بھور بھئے پچھتات

پیا کو سپن

یاہی سوچ اکلات اشرفی — تلپھ تلپھ جیا جات

پیا کو سپن

ٹھمری بھیرویں کی

چھوٹت ناہیں موسے اور کیسے بجھے انکھین

تمری سوچ بھئی میں بیاکل — کھوج کھبر نالین

کیسے بجھے انکھین

باور ہوئے مند سے نکلی — لاج کاج تج دین

کیسے بجھے انکھین

اس برجوری کین اشرفی — من مورا لے گئی چھین

کیسے بجھے انکھین

ٹھمری بھیرویں کی

سیاں مورا سجیا بلائے کیسے جاؤں رے

ناں گنونتی ناں روپونتی — یاہی سوچ پچھتاون رے

سیاں مورا

بہت دنن کے بچھڑے بالم ۔ کیسے جائے مناون رے

سیاں مورا

اپنے من کی بات اشرفی ۔ اشرفؔ پیا کو سناون رے

سیاں مورا

ٹھمری بھیرویں کی

مورا جیارے پیا سنگ لاگ

جب سے پیاری صورت نہیں دیکھوں ۔ من میں اُٹھا بیراگ رے

موراجیا

بیاہ ہوت سیاں چھاے بدسواں ۔ کون ہمارو سہاگ رے

موراجیا

برہا نسدن موہ ستاوے ۔ کیسے بجھے یہ آگ رے

موراجیا

جان تن من پیا پایو اشرفی ۔ دھن وا دن کے بھاگ رے

موراجیا

ٹھمری بہاگ کی

پیا بن کیسے کٹے دن رین

ایسے بیدردی سدھ ہو نہ لینی ۔ نسدن پڑت نہ چین

پیا بن کیسے

برہا پیر موہنہ آن ستاوے	نیر بھر آوت نین	
	پیا بن کیسے	
کرپا کر موہنہ درس دکھاؤ	کرت اشرفی بین	
	پیا بن کیسے	

ٹھمری - رجوع بحضرت محبوب یزدانی رضؓ

	من موہن اشرف پیارا	
وہ تو انہد بنسیا بجاوے	وہ تو نئی نئی تان سناوے	وہ تو لے گیو جیو ہمارا
	من موہن اشرف پیارا	
نینان بانکے ترچھے چتون	وار دوں اُن پر مین جیو جوبن	وہ تو را کھت سج دھج نیارا
	من موہن اشرفؒ پیارا	
وہ تو بوند سمندر بتاوے	وہ تو ایک ہی روپ دکھاوے	وہ تو چشتی راج دولارا
	من موہن اشرف پیارا	
یہی کہت اشرفی بھکاری	وہ تو ہوئے گیو راج بہاری	جن لیا اشرفؒ کا دوارا
	من موہن اشرف پیارا	

ٹھمری - رجوع بدرگاہ حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ

شاہ نظام محبوب الٰہی	مَیں تو تمری سرن تر آئیں	
	شاہ نظامؒ	

درس دکھاؤ نہ جیا ترساؤ — تمری داس کہائیں

شاہ نظامؒ

تم بن گھڑی پل کل نہ پڑت ہے — ہیرت ہوں پرچھائیں

شاہ نظامؒ

سب سکھی بن پیا ڈھونڈن نکلیں — جوگیا بھیس بنائیں

شاہ نظامؒ

کہت اشرفی ڈوکر جوڑے — ملو نظام گوشائیں

شاہ نظامؒ

ٹھمری

گاہنک بھئے مورے جیا کے

مکھ جو ہت ہیرے نہیں پاون — نیرے ہے مورے ہیا کے

کاسوتن کو دوس لگاؤں — موہے اس لاکھن جیری پیا کے

درس مرم کا پوچھو اشرفی — من جب آگے دیا کے

معرفت

گوری تم کو پیا گھر چلنا — کرلے سورھو سنگار

گوری تمکو

پہرو پانچ رنگ کی ساڑھی — تیسو موتن کر ہار

گوری تمکو

سوی دھیان ہی پریم پیاری | جو ہی سنوارے بار بار

گوری تمکو

ایسو روپ بنائے دکھاؤ | موہی جائے کرتار

گوری تمکو

کہت اشرفی یدّھ یہی ہیں | مانو کہن ہمار

گوری تمکو

بھجن

سیاں مورے جائے بسے مدھ بن ماں

کیسے کروں جیا مانت ناہیں | آگ لگی مورے تن ماں

سیاں مورے

کاگا آئے کے سبد سنائے | تاکت راہ کھڑی آنگن ماں

سیاں مورے

تن من دھن سب اُنپر واروں | اور نہیں کچھ من ماں

سیاں مورے

کہت اشرفی سنو بھائی سادھو | لاگ رہو تم بھاؤ بھجن ماں

سیاں مورے

بدرگاہ کچھوت ضلع مونگیر آستانہ سیّد محمد صادق اشرفی قدس سرہ عرض کردہ شد

صادق پیر اشرف کے لال جگ اُجیارے بھان
صادق پیر
جنم جنم سے تہرے آوت مانگت ہوں کچھ دان
صادق پیر
داتا دانی کرپا کرو راکھو ہمرا مان
صادق پیر
ماتھ نوائے کہت اشرفی تم پہ واروں پران
صادق پیر

نغمہ قوالی رجوع بحضرت سلطان سیّد اشرف جہانگیرؒ ہو کر کہا گیا

بھائی بند کوئی سنگھ نہ لاگے
بلہاری میں اشرفؒ پیا کے
ناموے میا ناموے بابا
میں تو چیری اشرفؒ پیا کی
اشرفؒ اشرفؒ دھوم مچاون
اشرفؒ پہ میں تن من واروں
پیر نظامؒ رنگیلے پیا کا
جو کئی آوے سوئی چوندر رنگاوے

پریم پنتھ پگ دینی رے
جن بہیاں گہ لینی رے
نہ کوئی سنگھ نہ ساتھی رے
وے موسے جنم سنگھاتی رے
اشرفؒ کا گن گاون رے
اُن کی داس کہاون رے
اشرفؒ رنگ مٹائے رے
بے رنگ کوئی نہ جائے رے

اشرف کے دربار پکاریں	آؤ بھکاری آؤ رے
گنجشکر کا گنج کھُلا ہے	جوی مانگو سوی پاؤ رے
خواجہ قطب الدین خواجہ معین الدین	آج بھئے ہیں راتی رے
سب کھین مِل منگل گاویں	آج پیا رنگ راتی رے
اشرف بنکے بیٹھ اشرفی	آج بیاہ رچاہے رے
چشت نگر میں دھوم مچی ہے	اشرف دولا بنا ہے رے

ایضاً نغمہ قوالی

نظام پیا کے اشرف پیارے	قطب فرید کے راج دُلارے
آن پھنسی منجدھار میں نیا	پار کرو مورے کھیون ہارے
دیس دیس میں ڈھونڈھ پھری رے	اب لاگی ہوں چرن تہارے
کاہو کی موہے آس نہیں ہے	بَیری ہوگئے میت ہمارے
درس پلٹے بورائے اشرفی	اشرف پیا پرتن من وارے

کنڈلیا

پریت کئے کا ہوت ہے	کہ برہا مارے تیر
لاکھ جتن سے من میں راکھو	دھیرج نا نہہ سریر
دھیرج ناہ سریر	لاگ برہا کی باتی
جارن لاگی چیر دیا	ہوئے جرت ہے چھاتی
کہت اشرفی سُن لیو راجو	پیت چھڑائے دیت سب کاجو

پھگوا ہندی

موراجیرا لاگ اکلائے گون نکچانا۔ موراجیرالاگ
نیہر ماں کچھ گُن نہیں سیکھا ساسر گھر ہے جانا
گون اُونتر ہم دیب پیا کو یاہی سے جیا گھبرانا۔ گون نکچانا
اب ہیں سوچ سبیرے باوُرپُن پاچھے پچھتانا
گون ہار جیب دوارے آئیں ہیں چلیہے نہ ایکو بہانا۔ گون نکچانا
آج دھیان گیان من کر لیو پڑھ لیو بید پُرانا
کہت اشرفی من ہیں بوجھے کالھ کا کون ٹھکانا۔ گون نکچانا

دادرہ۔ در فیض آباد بماہ شعبان ۱۳۱۴ھ گفتہ شد

کب سے بچھڑے ملو مورے بالم

پلکن کی چک ڈال ہٹاؤں	مور نینن ماں ہو موۓ بالم

کب کے بچھڑے

جیو جوبن سب تم پہ واروں	موری سجیا پہ چلو موۓ بالم

کب کے بچھڑے

کلپت ہوں پیا درس دکھاوے	منتی مور سنو موۓ بالم

کب کے بچھڑے

ارج کرت ہیں ٹھاڑھ اشرفی بہیاں مور گہو موے بالم

کب کے بچھڑے

ساون

اب رے نیہروا ناہیں من لاگے ہم جابے سسرارے

اب رے

پیّاں توری لاگوں اے رے بالموں لیچل گون ہمار

اب رے

کا سکھین سے بیت ہیں جوروں یہ میتا ون چار

اب رے

ملو رے اشرفی اشرف پیا سے چھوڑ جگت سنسار

اب رے

ساون

ملو رے بدلیا بالم ملو رے تم بن جیا اکلاے

ملو رے بدلیا

رات سکھی ہم سپنے دیکھا پیا موہے کنٹھ لگاے

ملو رے بدلیا

اب جیا مورا مانت ناہیں	بن درسن بوراۓ	
	ملورے بدیسیا	
سنو رے اشرفی پیا جیہ چاہے	سووت لیت جگاۓ	
	ملورے بدیسیا	

دوھرہ

چشتی نام جگاون جگ اجیارے پیر	نظام الدین کے نفس میں سید اشرف جہانگیر
اشرف کے دربار میں کہے اشرفی روۓ	داتا تم کرپا کرو کہ آسا پورن ہوۓ
خواجہ کے دربار میں لاگی موری آس	اب ہمری سدھ لیجئے جن موہنہ کرو نراس
من میں صورت بس گئی نین ملاوت سنگ	میں تو اپنی کھو گئی ملا رنگ میں رنگ
سکھ سمپت سب لیگئے بالم اپنے ساتھ	نگری سونی کر گئے میں مل مل رہ گئی ہاتھ
پنجر چونچھا چھاڑ کے پنچھی پنکھ پسار	جائے اڑے کہہ بن ماں ڈھونڈھت ہوں سنسار
گوری یہ مت بھولیو کہ ریجھے ہم پر پیو	تسی لاکھن جیریاں وین بیو پر جیو
ہم لوبھی ہیں رس کے جیسے چند چکور	ہمر سے من کچھ اور ہے تم تو کٹھن کٹھور
برہ آگ اس لاگی جر جر تن بھئی ناس	سلگ سلگ کو ملا بھئی پیا ملن کی آس
پیارے تمری سوچ میں نسدن پڑت نہ چین	جیسے بن کی کوئلی کوکت ہوں دن رین
کتھلہ کہے کا ہوت ہے کتھا سنے کا ہوۓ	جب لگ تن من اشرفی برہ رنگ نا ہوۓ
برہ آگ اس لاگی جر گئے تن من جیو	ادھرن آۓ پران بسو کہت کہت پیو پیو
چال کو چال اس چلے کہ گھ بھٹے سیلم بہار	کون ادیپ اب لیجلوں سائیں کے دربار
ہیں کا رتہ جات ہے کہت اشرفی روۓ	بویا بیج ببول کا آنبہ کہاں سے ہوۓ

بعد زیارت مزار حضرت اخی سراج قدس سرہ یہ دوہے لکھے گئے

اشرف کے آجا گرو نظام الدین کے لال — اخی سراج دیا سے اپنے کرو دو موہی نہال

دور دیس سے آئی ابج کرت کر جور — اخی سراج کرپا کرو کہ آسا پوجے مور

کیس ہمارے اُوجرے او من بھئے سیام ہمار — ایک نجریا دیکھ لو مور ہوئے نستار

ہنساین کی پور کرو راکھو تم ہی آس — ایسے دوارے آئیکے کیسے جاؤں نراس

میں بے سدھ بھئی باوری گئی راہ میں سوئے — ٹھگ بٹ مار پھرت چہوں ور اکا کت موہی ہوئے

مات پتا بھائی اور بیٹیا نا کو سنگ دین — اپنی اپنی گھات ماں جو من چاہا کین

ناں کبھوں آپی گئی اور ناں ہی جی کیھا پنتھ — بنا سنگار کیسے چلوں موہی بلاوت کنتھ

لاج کی ماری مرت ہوں کچھ گن موہ ماں ناہ — کیسے انکے گھر چلوں جن بارے گہ لی باہ

ناں کچھ ملا نہ سنگ چلا یہ جھوٹا سنسار — چلی پیا کے دیس کو دوؤ ہاتھ پسار

بیٹا بیٹی دیکھ کے جن جایو بورائے — چار دنا کے میت ہیں نا کو سنگ جائے

آؤ اشرفی بیٹھ جا اشرف کے دربار — سب منساین کی ملے جو چاہے کرتار

دنیا میں ایسے پھرے جیسے پھرت پرکار — آئیکے پہلے ٹھاون میں بیٹھے آسن مار

جگیا جیسے بنا ٹیکے سکھ سمپت تج دین — ملیا پیارے ملیا مورا جیارا رہت ملین

جا دن میں پیا سے ملوں ھن ھن وا دن کا بھاگ — دھیان پران دوؤ موا اُن ہی کے سنگ لاگ

دیکھا اشرفی سوچ کے دوؤ نین پسار
جگ میں کوؤ اپن نہیں جھوٹا ہے سنسار



پھگوا ہندی

موراجیرا لاگ اکلائے گون نکچا نا - موراجیرا لاگ
نیہر ماں کچھ گن نہیں سیکھا ساسر گھر ہے جانا
کون اُونتر ہم دیب پیا کو یا ہی سے جیا گھبرانا - گون نکچا نا
اب ہیں سوچ سبیرے باورپن پاچھے پچھتانا
گون ہار جب دوارے آئیں ہیں چلیے نا ایکو بہانا - گون نکچا نا
آج دھیان گیان من کرلیو پڑھ لیو بید پرانا
کہت اشرفی من ہیں بوجھے کالھ کا کون ٹھکانا - گون نکچا نا

دادرہ - در فیض آباد بماہ شعبان ۱۳۱۴ھ گفتہ شد

کب کے بچھڑے ملو مورے بالم

پلکن کی چک ڈال بیٹھاؤں	مورنینن ماں رہو مورے بالم

کب کے بچھڑے

جیو جوبن سب تم پہ واروں	موری سیجیا پہ چلو مورے بالم

کب کے بچھڑے

کلپت ہوں پیا درس دکھاوے	منتی مورسنو مورے بالم

کب کے بچھڑے